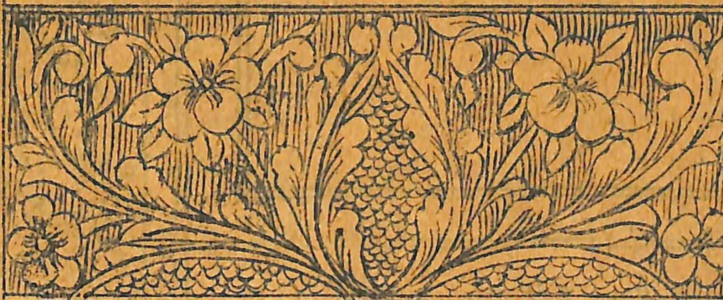
اِن دنوں توفیقِ خالقِ کون و مکان و فضلِ خلاقِ زمین و زمان سے

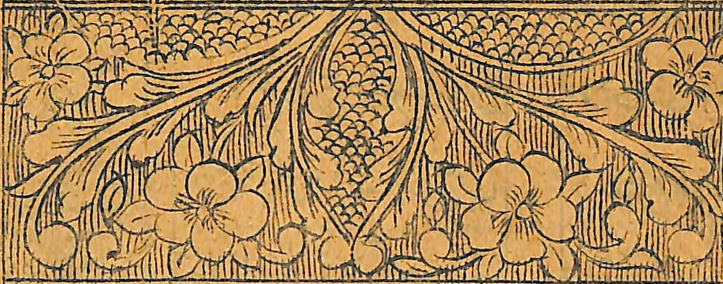
دیوانِ غالب

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع رنگین مقبول جہ… …ن ہوا

ان دنوں توفیق خالق کون و مکان و فضل خلاق زمین و زمان سے



دیوان غالب



مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں بطبع رنگین مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسکہ تھا ہر داغ سوزش پر تپ ہجور کا | جل گیا رکھتے ہی پھایا مرہم کافور کا
دیکھے گر عالم وہ اسکے چہرۂ پرنور کا | سنگ میں مثل شرر چھپ جائے شعلہ طور کا
وا انگشت شہادت ہے پئے اثبات حق | کیونکہ دعوی کر سکے باطل کوئی منصور کا
میرے داغِ دل میں ہے سوزش یہ جسکے سامنے | آفتابِ حشر بھی اک قرص ہے کافور کا
لائق خارا کنی فرہاد اے شیریں نہیں | عاشقوں سے کام لیتا ہے کوئی مزدور کا
قابل بار امانت تھا تو یہ آدم ہی تھا | کب اٹھا ارض و سما سے بوجھ اس مقدور کا
منزل مقصود تک پہونچیں گے کیونکر ہم ضعیف | پانوں اٹھ سکتے نہیں اور ہے ارادہ دور کا

یاد آتا ہے چھلکنا ساغر مخمور کا
جلوہ فرما ہے چمن میں شب کو جو دہ پیکر شمع سا
ہر گل مہتاب ساغر بنگیا بلور کا
کوئے جاناں میں ہے دیدار سے محروم ہم
باغ جنت میں بھی منہ دیکھیں گے نہ ہم حور کا
پرورش پروردہ سے ہو دنیا کا نہیں ممکن فروغ
موم کی بتی سے کب روشن ہو طور [illegible] کا
مرگئے پر بھی ہے غافل حسرت دیدار یار
دیدۂ مشتاق سے [illegible] گور کا

[illegible]

چھوٹے ہے فوارۂ خون ہر بن مو سے
تا انکا کوئی شاید دل صد چاک کا ٹوٹا

مغرب سے جو خورشید ہوا آج نمایان
کیا تکمہ گلو بے بت بیباک کا ٹوٹا

یہ سنگ حوادث فلک سفلہ نے مارے
ہر عضو مرے کالبد خاک کا ٹوٹا

دم ٹوٹ گیا بادہ پرستون کا چمن مین
گلشن مین اگر خوشہ کوئی تاک کا ٹوٹا

سو بار یم گریہ مرا جوش پہ آیا
تختہ نہ کوئی کشتی افلاک کا ٹوٹا

مت باندھ سر بسمل بیتاب کو سمین
کیا لطف جو حلقہ تری فتراک کا ٹوٹا

ٹھکرایا تھا کیون اُسنے مرے سنگ لحد کو
ناخن جو ترے توسن چالاک کا ٹوٹا

نظارۂ خوبان سے یہ آنکھین نہین سیر
رشتہ نہ ہماری نگہ پاک کا ٹوٹا

پتال تالک سوکھ گیا موسم گرما
پانی نہ چہ دیدۂ نمناک کا ٹوٹا

وہ موج سبک لطمہ ہون اس بحر مین غافل
دل جس سے نہ خار و خس و خاشاک کا ٹوٹا

ابر دود آہ سوزان گر ہوا پر چھائیگا
ہے یقین عالم مین انگارونکا مینہ برسائیگا

میرے نالونکے نہ جبتک تازیانی کھائیگا
کب سمند چرخ کجرو راستی پر آئیگا

کنج تنہائی مین کیا کیا جی مرا گھبرائے گا
باغ مین دیکھا زکات حسن گر دو لالہ رو
برگ ہر گل ہاتھ اپنے سامنے پھیلائیگا

سقد رمین اگر ہوتا برآنا مطلب دل کا
نہ رہجاتا مری جانب کو اٹھکر ہاتھ قاتل کا

نہین آسان تڑپتے دیکھ سکنا ہمسے بسمل کا
یہی باعث ہی جو منہ پھر گیا شمشیر قاتل کا

غبار دشت مجنون کو بھی لیلی ہی محبت تھی
بگولا جو اٹھا اُسنے نچوڑا ساتھ محمل کا

طرف گرداب کے کھینچے ہی دست موج دامن کو
جو بحر عشق سے کرتا ہی کوئی قصد ساحل کا

وہ سرو دلفریب آیا ہی پھر سیر اسے قمری
مقام رشک ہی ہونا چمن مین سر و مائل کا

زمین عشق مین ہم دانہ ہا اشک بوتے ہین
بجز لا حاصلی خرمن نہین کچھ اپنے حاصل کا

وہ شاہ ظلم پیشہ حسن کی دولت پہ گم ہے
کہ جسکو داد خواہون پر گمان ہوتا ہی سائل کا

بیابان گردی مجنون کا پھر ہی شور صحرا مین
چکا دی پاے خستہ کو ہمارے غل سلاسل کا

وہ آئینے مین صورت دیکھکر اپنی یہ کہتا ہی
نہین ہی آج دنیا مین کوئی میرے مقابل کا

چھڑایا ایک ہی تلوار مین زندان ہستی سے
دہان زخم سے واجب ہی مجکو شکر قاتل کا

تقرب ہی اگر منظور تو مل دور باشون سے
کہ میل راہ سے اکثر نشان ملتا ہی منزل کا

بہار خط خوبان سے ہین آثار خزان پیدا
عبث تو شیفتہ ہی اسقدر اس خط باطل کا

عزیز اسسے نکیجے گر وہ مانگے جان شیرین بھی
جواب تلخ سے دل توڑیے ہرگز نہ سائل کا

کہان ناخن سے عقدہ آج تک کھولا ہی مشکل کا
نہین ہوتا ہی کہا رستہ [illegible] دنیا مین
نہین پیچھے نظر آتے ہین قیس و کوہکن مجکو
اسے سودے کی بیماری ہی اور مجکو مرض سل کا
جسے خورشید محشر زاہدان خشک کہتے ہین
سپند سوختہ ہی شعلۂ رخسار [illegible] محفل کا
اسیر الفت محبوب ہے ہر اک زمانے مین
فرشتونکو کیا ہی اسنے قیدی چاہ بابل کا
پس مردن کھینچ ہی اُسنے بھی دست وفا

دیوان [illegible]

قتلِ عشاق پہ باندھی نہیں کسنے کمر
ہر طرف کو ہے یہ پیچ گنجِ شہیدان کیسا

کیون نہ مظلومی دلبر مجھے رونا آئے
گھر گیا جاکے میان صفِ مژگان کیسا

اسکے ہر بوسے مین ہم پاتے ہین شکر کا مزا
ہے ذقن کا تری ای شوخ نمکدان کیسا

گرتے ہی چشم سے آنسو کا ملا پھر نہ پتا
مل گیا خاک مین یہ گوہرِ غلطان کیسا

پشت پا توڑ کے نکلا جو چھپا تلوے مین
تیز اس دشت کا ہی خارِ مغیلان کیسا

ناخنِ منت جو بغل مین کیون کیا تیزی
چاک سینے کو کیا اسنے گریبان کیسا

نہ زمین ہوتی ہے شق اور نہ فلک پھٹتا ہے
نالہ کرتا ہے تو غافل شبِ ہجران کیسا

درد آشنا جہان مین کوئی مجھسا کم ہوا
گر غیر بھی ہوا تو مجھے اسکا غم ہوا

گو میرا ہاتھ لکھنے کی بابت قلم ہوا
تسپر نہ شوق نامہ نویسی کا کم ہوا

انمین سے ایک کی بھی خبر آئی ہمین جب
جو قافلہ روانہ ملکِ عدم ہوا

کیا کیا نہ سرکشونکی ہان گردنین جھکین
پیدا نہین اسکا نیمچہ جبسے علم ہوا

جبتک درست وضع نہ تھی ایک سنگ تھا
ہمنے تراشا تب کہین وہ بت صنم ہوا

مضمون سوز دل جو لکھا خط مین یار کو
کاغذ ہوا پھر اک قدِ رعنا کی طرح سے
نالان تھا وہ نہین ایک جہان جسکے ہاتھ سے
لکھا جو مین نے واقعۂ دل کا ماجرا

کھولا لفافہ اُسنے تو شعلہ علم ہوا
آنسو تمھین نہ نامہ ہمارا رقم ہوا
باندھی جفا پر اُسنے کمر اب ستم ہوا
گریان ہوئی دوات تو نالان قلم ہوا

غافل کو کام کچھ نہین ان اہل جاہ سے
اُسکی بلا سے کوئی اگر ذی حشم ہوا

مردے زندہ ہوتے ہین اعجاز یہی حال کا
نالہ کش زیر قدم ہے دل کسی پامال کا
جامۂ شبنم سے بھی جس گل کا چھلتا ہو بدن
چاہتا ہے یہ غرور حسن اے رشک پری
ہو گئی صرف خزان اے گل بہار چار باغ
سر یہ اکدن اضطراب دل قیامت لائیگا
بسکہ رہتا ہے بجائے مرغ دل کا منتظر

قم باذنی ہے مگر نالہ تری خلخال کا
درد آگین ہے جو شیون یار کی خلخال کا
چاہیے کیا ایسے نازک تن کو کپڑا جھال کا
ہاتھ مین جو روپے ہو پایہ ترے سکھپال کا
جبسے دیکھا رنگ تیرے چنپئی رومال کا
حشر کے آثار ہین آنا ابھی بھونچال کا
دیدۂ مشتاق ہے ہر ایک حلقہ جال کا

جرم ہی مرے غافل تا ابھی لکھیگا وہ
ہاتھ تھک جائیگا آخر کاتب اعمال کا
کس طرح یکسو ہے دل مجھ پریشان حال کا

دیوان غالب ۷

مرگئے پر یان ہی حیوانون سے بدتر آدمی
جب زر سکا ہے مآل کار تاریکی قلب

بوسہ لب کب شکر خورون سے رکھو دریغ
فیض صحبت تیرہ بختون کو اثر کرتا نہین

کفش پا مین بھی نہین مصرف ہی اسکی کھال کا
یعنی ہوتا ہی سیہ دیوار و در کسال کا

طوطی خط کو دیا ہو جسنے دانہ خال کا
مزرعہ خط مین ہو کب بسر سبز دانہ خال کا

آشنائے بحر الفت جیسے اے غافل ہین ہم
سو نس کا اندیشہ ہے ہمکو نہ ڈر گھڑیال کا

مجلس افروز جو شب چہرۂ جانانہ ہوا
گردن شمع کو خنجر پر پروانہ ہوا

استخوان تن مجنون کہین کھائے ہون
سگ لیلے کو یہ ہم سنتے ہین دیوانہ ہوا

نشہ مے نے کیا بند دو عالم سے رہا
خط آزادی ہمین تو خط پیمانہ ہوا

چین ابرو مین نہ رکھ تو کہ برا عیب ہے یہ
کاٹتی کم ہے وہ جس تیغ مین دندانہ ہوا

فرق خوردی سی کب آتا ہی بزرگی مین مرے
داخل سبحہ ہے چھوٹا بھی اگر دانہ ہوا

کس توقع پہ کرے خدمت محبوب کوئی
تار گیسو سے رفو کب جگر شانہ ہوا

خلوت قدس مین جا ملتی ہی مجذوبون کو
وہی اسکا ہو جو آپ سے بیگانہ ہوا

خواب مین ہم اسے ... جیسے آئے
عہد پیری مین بھی غفلت نہ گئی اپنی ... صبح کا آغاز ہوا
تب جھانا فید سے کی تابل پرواز ہوا
مین ... قضی نہ اوکی طرح
کون سے وقت فلک ... فرہ پرواز ہوا
اسکے دم سے ... وبت ... ہوا
ہی ... لی سے دم ... ہی عمر از ہوا
حال ... چھپا تھا مین اپنا غافل
... مین ... زنگی ... ہوا
... چمن مین ... تی ... ہی

یاد مین اس کف رنگین کے یہ خون رو یا مین
کسنے الٹا رخ رنگین سے چمن مین پردا

غیرت صحن گلستان مرا کاشانہ ہوا
رشک یاقوت جو شبنم کا ہر اک دانہ ہوا

قصہ درد مرا جسنے سُنا ہو غافل
کب پسند اسکے بھلا اور کا افسانہ ہوا

آفت جان فقط یار کا انداز ہوا
جی کے دشمن ہین سبھی غمزہ ہوا ناز ہوا

توسن ناز کی کیون باگ نہین لیتے ہو
خون سے گلرنگ تو میدان تک تاز ہوا

کونسا وصل کا اسلوب تجاہل ہے انکے
ان تبون سے تو مرا کام خدا ساز ہوا

کیون نہ پتھر سے ہم آئینہ دل کو توڑین
کب یہ شایان نگاہ غلط انداز ہوا

نالہ کش جسکی جدائی مین رہا ہین برسون
ایکدم بھی نہ مرا آکے وہ دمساز ہوا

کھیل ہے یار کو ٹھوکر سے جلانا مردے
فخر کیا اسکا جو عیسیٰ سے یہ اعجاز ہوا

جبسے آہنگ سنی اسنے مرے نالے کی
پھر نہ مرغ چمنی زمزمہ پرداز ہوا

بوے گل آتی ہے اب تک مرے پیراہن سے
وصل کی رات لپٹنا ترا غماز ہوا

پاس ٹھلاتی ہے لیلی ترے دیوانے کو
قیس دل خستہ کا کس درجہ اعزاز ہوا

دہ نہال چمنی سرو سزاوار ہوا
ہمنوا ز خود نہ کبھی خواب لحد سے اٹھے
بند مین شور قیامت ... انداز ہوا
وہ نکلی تری چشم سے اک سحر ہوئی
وہ سخن نکلا ترے لب سے کہ اعجاز ہوا
لگ اٹھی آگ گلستان مین غم نالے سے

برق صد خرمن ... آواز ہوا
... کا ... بیان ... ہوا
... سے ... زبان ... ہوا
اپنے ... مین ... ہوا
نا شعرون مین ... انداز ہوا
دوسے ... مین ... غافل
کو ... مین ... ہوا

[illegible]

پے زینت لگا کا جل کا تل آنسے بنایا ہے
کہین شیشہ لونڈھا ہوا کہین ہے وارگون ساغر
بنائے ظلم گردون کو کیا ہے کسنے مستحکم
قلم ہو نیگا او مشاطہ تیرا ہاتھ شانے سے
کیا وہم مری جان سے کسنے زلف مشکین کو
موافق سے ہر اک شی زیب دیتی ہے زمانے مین
عجب انداز سے انگڑائی لی اُس سیم بدن نے

غضب ہوگا اگر بوسے سے وہ چال ذقن بگڑا
تری اُٹھنے سے اے ہیکش یہ طور انجمن بگڑا
بنے بگڑے نئے گھر اور نہ یہ قصر کہن بگڑا
اگر زلفین بنانے مین کوئی پیچ و شکن بگڑا
جو مجھسے کسطرح یہ لشکر شاہ ختن بگڑا
لگی ہیٹی جہان آئی یہ جا تو پیرہن بگڑا
نہ سینہ کج ہوا اسکا نہ اکڑ نہ دہن بگڑا

اگرچہ مین نے دو غزلین کہین اس بحر مین غافل
بناوٹ اسکو کہتے ہین نہ انداز سخن بگڑا

رہی قدر شرافت گیا زمانے کا چلن بگڑا
ہوے پر بھی ہے ممنون نقاش محبت ہم
گذارا کعبہ و بتخانہ مین ہو کسطرح میرا
خرابی اس بنا ہستی فانی کی مت پوچھو

رزالے اینٹھتے پھرتے ہین ایسا بانکپن بگڑا
بنا تصویر روئے یار جو حرف کفن بگڑا
ادھر تو شیخ بگڑا ہے اُدھر ہی برہمن بگڑا
حباب آبجو کی طرح بنکر قصر تن بگڑا

گلشن کا زمانہ ہی کچھ خوب ہوا ورنہ
کیا کیا ستم ہجر ہمین لطف خزان ہوتا
گر یار کبھی ہم سے پردہ نشین [illegible]
کیون وقت نزع زبان پر یاد [illegible] ہوتا
خورشید قیامت کا [illegible] داغ نہانی کا
خط آئینے پر گو بان عمر [illegible] ہوتا
کیون گلشن عیش نمائش سے خزان ہوتا
حیرت تو ہے بیجے غافل پھر بھی نہ دی
منزل کا ہوتی ہی سایے مین سنگ نشان ہوتا

پیکان ہے یار بن ہمین ہر قطرہ آب کا
باران تیر ہے یہ برسنا سحاب کا
اک دن تو قصد کیجیے تماشای آب کا
تڑپے ہے موج آنکھون مین دم ہی حباب کا
اللہ ری نزاکت ساقی کہ بزم مین
اٹھتا نہین ہے ہاتھ سے شیشہ گلاب کا
قاصد مری تسلی کو کچھ تو ہی لکھ سا دے

ہر صبح جو گریبان کرتا ہے چاک اپنا
ناحق زبان شمع محفل کی کاٹتے ہین
ہنگام عرض مطلب آتا ہے یاد اُسکا

کیا جانے گوش گل مین کیا کہہ جاتی ہے صبا کیا
اِس کم سخن نے کوئی بتلاؤ تو کہا کیا
تکرار سے یہ کتنا پھر کیسے تو کہا کیا

در پردہ گر نہین ہے شوق نظارہ تمکو
چھپ چھپ کے ہے وہ غافل چلمن سے جھانکتا کیا

گر خط مین رقم وصف گیسوے بتان ہوتا
گلشن مین وہ خوش قامت گر جلوہ کنان ہوتا
صحرا مین وہ گر میری زنجیر کا غل سنتا
گر ضبط نکرتا مین فرقت مین تو کیا کرتا
ہے سلسلۂ وحشت زنجیر فری ورنہ
نظارۂ خوبان کی تو جی نہ ہوس جاتی
تمکین سے ترے ای بت ظاہر ہے کہ تو ہمسے
ہم خانہ خرابونکو جو رہنے کی جا دیتا

اغلب کہ مرا خامہ یارو و زبان ہوتا
جیون بید یہ ہے پانون شمشاد روان ہوتا
لیلی کیطرح مجنون پردے مین نہان ہوتا
روتا تو لہو بہتا جلتا تو دھوان ہوتا
زندان مین نہوتا مین کیا جانے کہان ہوتا
حلقہ مری آنکھون کا گر آئینہ دان ہوتا
کرتا نہ کبھی باتین گو تیرے دہان ہوتا
اُسکے لیے جنت مین تعمیر مکان ہوتا

[illegible]

اب وہ زمین معدن یاقوت ہی جہاں
توڑا تھا اُس صنم نے پیالہ شراب کا

یکتائی چاہتی ہے یہ حسن غیور کی
ہو گنجفے مین بھی نہ ورق آفتاب کا

کیا کیا یہان نہ شکلین بنین اور بگڑ گئین
ہستی بھی اک نمونہ ہی موج حباب کا

غافل اگرچہ پیش نظر کچھ نہین وے
آنکھون مین پھر رہا ہی سمان شب کے خواب کا

زلفون سے اُسنے کام لیا ہی نقاب کا
مین تیرہ بخت کیون نہون کشتہ حجاب کا

اُٹھا ہی کسنے چہرے سی گوشہ نقاب کا
جو آج اسطرف کو ہی منہ آفتاب کا

خیرات بانٹتی تھی جہان چشم دُرفشان
تھا دست موج بحر مین کانسہ حباب کا

پروانے کے حضور جلایا نہ شمع کو
بلبل کے آگے پھول نہ توڑا گلاب کا

ترک شراب بھی جو کرونگا تو محتسب
توڑونگا تیرے سر سے پیالہ شراب کا

تیرے جلے ہوونگے اُگا خاک سے جو نخل
ہر اک ثمر مین اُسکے مزا تھا کباب کا

ظلمت نشین ہین ایک ہمین ورنہ صبحدم
گھر مین ہر ایک کے ہی گذر آفتاب کا

ای گل عرق فشان ہو مری خاک گور پر
ہے قبر پر ثواب چھڑکنا گلاب کا

عاشق ہے آفتاب بھی اُس آفتاب کا
منہ اپنا تو نہ غافل مشتاق سے چھپا
پردہ اُٹھا دے شاہد معنی حجاب کا
طالب ہون گر فلک سے مین ابر آب کا

نکھر نہ آئی حیا در مین حجاب آیا
کوئی کسی سے لپٹتا ہو وین بزم مین حجاب آیا
کیا ہے شمع نے جو چاک پردۂ فانوس
کوئی جو محفل خوبان مین بے نقاب آیا
[illegible]
ملال مذہب رندان مین ہو شراب آیا
ہم انتظار مین قاصد کے پہونچے تا لب گور
جواب بھی آئے تو جانین بہت شتاب آیا
نہ دو تمادہ تری نازکی نے سے دریا مین
[illegible]

جلنے مین تیار ترین جگر سوختگان عشق	آتش پہ رنگ سرخ ہوا اکثر کباب کا
کہتے ہین جسکو چرخ تنک کب نجوم دان	ہے کرم خوردہ اک ورق اپنی کتاب کا
قسمت یہ نارسا ہے جسے مین نے خط دیا	وہ سرخ نامہ بر ہوا طعمہ عقاب کا
کب کاملان فن ہون کسی سے مدد طلب	ڈھونڈھے نہ شہسوار سہارا رکاب کا
جانے دیا نہ اسکو فرشتون نے تا فلک	نالے کو میرے حکم ہے تیر شہاب کا
محشر مین پوچھتا ہی نہین جب کوئی ہمین	کیا نامہ گم ہوا ہی ہمارے حساب کا
خاموشی مین نہ ٹال سوال فقیر کو	بہتر ہے اس ندیمے سے دینا جواب کا
وہ بادہ کش ہون گر ہون سے ہاتھ بھی قلم	جیون شاخ گل چھٹے نہ پیالہ شراب کا
تھی رنگ عارضی سے تنفر زبس ہمین	باندھا نہ ہمنے شعر مین مضمون خضاب کا

اس خاکدان مین ہے مجھے غافل یہ آرزو
گر ہون غبار بھی تو در بوتراب کا

ہمین یہ شب پس دیوار اسکی خواب آیا	کھلی تب آنکھ کہ جب سر پر آفتاب آیا
وہ تیرہ روز ہون جسکے سیاہ خانے مین	نہ آفتاب ہی آیا نہ ماہتاب آیا

جو تیرے سے مین بدن ہے [illegible]
دل اپنا اسکو نہ دیتے [illegible]
پسند اسکو کرو [illegible] غافل
نہ ایک بوسے [illegible] حجاب آیا
وہ ہو نہ [illegible] آفتاب آیا
وہ ہوص [illegible]
وہ بادہ [illegible]
[illegible]

رہا نہ خالی زمانہ کبھی حسینوں سے
جو ماہتاب گیا یان سے آفتاب آیا

فراق مہ کران بسکہ رو یا ہون
اگر فلک مری سو بار سیل آب آیا

لگا لیا اُسے آنکھوں سے اپنی خوش ہوکر
پری کے ہاتھ جو وہ حلقۂ رکاب آیا

نظر نہ ٹھہرے گی خورشید حسن پر اُسکے
وہ یہ سمجھ کے مرے آگے بے نقاب آیا

مین آپ جاؤنگا قاصد کی کل خبر لینے
اگر نہ آج بھی خط کا مرے جواب آیا

نگر یہ دید کے قابل نہیں تھا بحر حباب
عدم سے بند کیے آنکھ جو حباب آیا

قصور ہمسے تو کچھ بھی نہیں ہوا غافل
یہ کیا سبب ہے کہ وہ بر سر عتاب آیا

ہے زہر حق مین تیری دولت کا یہ خیرا
زردار ہی تو اکثر مرتا ہی کھا کے ہیرا

وہ تشنہ لب ہوں کہ میں صحرا کی سمت جاؤں
چشمے تو سوکھ جائیں نایاب ہو ذخیرا

کسکی صفای تن کا کشتہ ہوں جو زمین میں
ہر ریزہ استخوان کا چمکے ہے جیسے ہیرا

گر تونگو تھام رکھے کیونکر وہ سست ننگین
ممکن نہیں کہ ہووے مرجان کا نہ ہیرا

سیلاب اشک میرا طوفان کرے جو برپا
اک پل میں ڈوب جائے سیلان کا بھی جزیرا

آدمی کی خلقت مین جتنے ہین گوہر گئے | ہر ایک اصل انکی عنصری ہوا کہ ہیرا
حیرت کی جا ہی خطِ رخسار ماہرویان | گلہائے یاسمین مین پیدا ہوا ہے زیرا
رخ سعدی عرق ہی بہتر کہ دونہ جہت | یون مین نکہت اسکا پیدا جہان ہو ہیرا
کیا غیر نے کہا وہ جو آپنے نہ مانا | اک عرض میری ہوتا ہوتی نہین پذیرا
مستون کے سر پہ سایہ کرتا نہ ابرِ رحمت | ناصح جو بادہ نوشی ہوتی گنہ کبیرا
ہم مفلسونکو ہرگز در چھوڑ کا نہین ہے | کیا یان پڑا ہی لیگا جسکو اٹھائی گیرا
مژگان سے بھی گرے پر آنسو رہا ہو قیس | دُرِ نجف تھا آگے اور اب بنا یہ ہیرا

باشاعران پیشین ناسخ مرا چہ کار ست
خوش کردہ ایم طرز اشعار مصحفی را

کسکی صفائے تن سے نادم ہوا ہی ہیرا | جو پردۂ زمین مین جاکر چھپا ہے ہیرا
گلشن مین دیکھ تیرے دانتونکو ای گلِ تر | شبنم کی طرح پانی ہوکر بہا ہے ہیرا
یادِ صفائے ناخن دشمن ہوئی ہے جی کی | ناخون سے تیرے مجکو کھانا پڑا ہی ہیرا
سینے مین جب اجالے لی ہی زمین ہمنے | خوش طالعی سے کنکر تب بنا ہی ہیرا

کیونکہ نالین تبہ نے سطح صحراے جنون
گل کھلاتے ہین مجھے آبلہ پا کیا کیا

اسی خموشی پہ تو سو باتین سنائین اُسنے
بولتا ہین تو وہ کیا جانیے کہتا کیا کیا

کیون نہ ماتم کدہ دہر مین حیرت برسے
خاک مین ملگئے ہین آئینہ سیما کیا کیا

دختر رز کی ذرا دیکھیو شوخی غافل
جلوہ گرتی ہے پس پردۂ مینا کیا کیا

پاے بوسی سے کسی گل کی ہی مایوس حنا
ای صبا ملتی ہی جونت کف افسوس حنا

کیا ترے ہاتھ کا چوری سے لیا تھا بوسہ
ہی جو زنجیر خطِ دست مین محبوس حنا

پیش ازین ہوتے تھے یہ میرے لہو سے رنگین
اب تو اُن دست نگارین کی ہی مانوس حنا

آستین رنگ سی اسکے ہی ڈر ہے مجکو
پھونکدے یون نہ کہین خانۂ ناموس حنا

دیکھکر کیون نہ انھین غرق بخون ہو لالہ
تیرے پانونکی ہے رشک گل فردوس حنا

آتش رشک مین جل بھنکے ہوا خاکستر
پاے رنگین کی تری دیکھکے طاؤس حنا

خبر مرگ مری سنتے ہی کی ہاتھ سے دور
تو نے بندھوائی تھی کس ساعت منحوس حنا

داغ خون گشتہ غافل کی رسائی کب ہو
جن پری کی نہ ہوئی ہووے قدمبوس حنا

نسبت عشق سے پھر بھی مجھے شک آیا
فوج غم سے نہیں آتی ہی اگر دل یہ شکست

ضعف سے زرد اگر چہرۂ بیمار ہوا
کیوں ہمارا علم آہ نگوں سار ہوا

کتنی برگشتہ ہے تقدیر ہماری غافل
دل دیا جسکو وہی در پئے آزار ہوا

بسکہ کی پای جنوں نے مری طاقت پیدا
شرم عصیاں ہی عجب کیا ہی اگر بعد فنا
جان جی ہی اور نہ احسان لیا یاروں کا
نور سینے کا ترے وہ کوئی پا سکتا ہی
خنجر ناز سے گر ذبح کرے وہ قاتل
دود دل اپنا اگر یوں ہی رہیگا چھایا
مرتبہ دیکھکے مومن کا کہینگے کافر
خط ہمارا یہ یقین ہے کہ جلا دیوےگا
عرق بصل سے ہم نامہ لکھینگے تجکو

غل ہے زنجیر کے ہی شور قیامت پیدا
سرنگوں ہووے مرا سبزۂ تربت پیدا
مجھسا ہووے تو کوئی صاحب ہمت پیدا
گل مہتاب کرے لاکھ صباحت پیدا
خوبرویونکو بھی ہو شوق شہادت پیدا
حشر تک ہوگی نہ صبح شب فرقت پیدا
کاش کرتے نہ ہمیں روز قیامت پیدا
کہ تری وضع سے ہوتی ہی شرارت پیدا
آگ دکھلاتی ہے تا ہووے عبارت پیدا

بزم میں وا جو نقاب رخ جانان ہوگا — کوئی بیخود کوئی ششدر کوئی حیران ہوگا

بوئے گل مجکو ستاتی ہے قفس میں یارب — بند کب رخنۂ دیوار گلستان ہوگا

دست فریاد ہر اک قبر سے ہوویگا بلند — گذر اسکا جو سر گور غریبان ہوگا

داد گر قاضی و مفتی نہیں دیتے تو ندیں — خون ناحق کا مرے کوئی تو پرسان ہوگا

روز ہجران کو گھٹادے جو شب وصل کیطرح — تجھسے کیا یہ بھی نہ اے گردش دوران ہوگا

چھپکے بیٹھے گا کہاں ہمسے وہ خورشید لقا — دن کو تو ہوگا عیان شب کو جو پنہان ہوگا

جسپہ پڑجائیگا وحشت کا ہماری سایہ — وہ بھی آوارۂ صحرا و بیابان ہوگا

میں تو طول شب ہجران سے بہ تنگ آیا ہوں — چاک کب صبح قیامت کا گریبان ہوگا

باغ میں جلیے کیا خاک کہ اُس بن ہمسے — غنچہ دل یگانہ گل ہی کوئی خندان ہوگا

رنج و ایذا ہی میں بہتر ہے جو گذرے اوقات — یاد آئیگا وہ جب عیش کا سامان ہوگا

مزرعۂ خشک تمنا جو نہوگا سیراب — اور کیا تجسے بھلا اے دیدۂ گریان ہوگا

شرر اشک جو آنکھوں سے گرینگے اسیر — غیرت کا غذ آتش زدہ دامان ہوگا

ناخن دست جنونکی جو یہی ہے تیزی — چاک پھر سینہ بھی ہمراہ گریبان ہوگا

خط اور زیب عارض جانانہ ہوگیا
رونق چمن کی سبزۂ بیگانہ ہوگیا

جیون غنچہ کالبد مرا شوق شراب مین
گاہے سبو بنا گہے پیمانہ ہوگیا

اسکو بھی کیا نظارۂ عاشق کا رشک تھا
جو چشم مور روزن کاشانہ ہوگیا

آنسو جو پونچھے دست حنائی سے یار نے
یاقوت سو وہ اشک کا دُردانہ ہوگیا

پھاڑے ہی کھاتا ہی ہمین دربان جو آپکا
کیا آدمی سے وہ سگ دیوانہ ہوگیا

نکلا حصار حلقۂ گیسو سے پھر نہ وہ
ایک فوج صف کشیدہ جسے شانہ ہوگیا

بزم چمن مین رات کو آیا جو محتسب
رندون کے آگے سبزہ بیگانہ ہوگیا

ہے بیقرار شعلۂ آتش جو سنگ مین
کیا گل چراغ مرقد پروانہ ہوگیا

گلشن مین رات دیکھکے اُس رشک شمع کو
ہر ایک برگ گل پر پروانہ ہوگیا

گذرا خیال جب اُسے زینت کا باغ مین
زلفون کا اُسکے غنچۂ گل شانہ ہوگیا

خجلت سے اس نماز ریا کی یہ رو دیے ہم
آنسو کا دانہ سبحہ کا ہر دانہ ہوگیا

راحت نصیب وہ ہون کہ غافل ہین فنا
کنج مزار بھی مجھے تہ خانہ ہوگیا

شاید کہ روز حشر ہے دن انتظار کا
اتنی نہین ہے شام جدائی بھی تیرہ [illegible]
باد صبا سے بھاری ہے پردہ غبار کا
مجنون کو [illegible] صاحب خطی ہو گیا
گاہے خزان ہی کبھی ہے موسم بہار کا
[illegible]

فوج غم و الم کی چڑھائی ہے اندرون
لشکر شکست پائیگا صبر و قرار کا
مژگان کی طرح ہوگئے ہین شمع و شوخ چشم
یہ بھی ستم ہے گردش لیل و نہار کا
لالے کا پھول باغ مین کچھ بھی نہ تھا
ہے یادگار میرے دل داغدار کا
غیرت جو کچھ بھی ہوسے تو [illegible] بوستان

[illegible]

ہین تیرے گریہ ناک جہان مین فرخ خاک مین
بنتا ہے ابر دان کی زمین بیچ غبار کا

نکلے نہ جان سوختہ تیرے تو خوب ہے
اچھا ہے قید سنگ مین رہنا شرار کا

ہر رشتۂ حیات ہی سے جسم کی نمود
وابستہ ہے طلسم یہ سب ایک تار کا

آوازۂ دہل ہے انا الحق کا بولنا
منصور نٹ کا کھیل ہے چڑھنا یہ دار کا

سائل کب اہل زر سے ہو دست تہی مرا
غنچے کے آگے ہاتھ نہ پھیلے چنار کا

ہم یاسمین زرد ہین باغ زمانہ مین
یکسان ہے رنگ اپنی خزان و بہار کا

سرمہ لگاکے یار چھپاتا ہے مجھسے آنکھ
کشتہ ہون اس بہانۂ دنبالہ دار کا

کھایا بغیر صید نہ اُس ترک نے طعام
ایسا مزا پڑا ہے کباب شکار کا

ہر کشتہ کو ملے نہ یہان رتبۂ شہید
ہر ایک انتخاب نہو روزگار کا

ابتک جو بدرکاب ہے یہ توسن فلک
شاید چڑھا ہوا ہے کسی کم سوار کا

کیونکر نہ عشق چشم مین غافل گھلا کرے
بیمار کا سا حال ہو بیمار دار کا

مہیا شبنم گل مین ہو آب ودانہ بلبل کا
جو باغ دہر مین حاصل کسے ہو رتبہ توکل کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ عندلیب ہون کہ مرا خار کی طرح
ہرگز نہ شاخ گل سے جدا آشیان ہوا
طالع کچھ اس چمک سے ہوا آفتاب گل
خط شعاع خار و خس آشیان ہوا
ناخون سے تیرے جوہر شمشیر کی طرح
عاشق کا ریزہ ریزہ ہر اک استخوان ہوا
تعریف جبین لکھی گلستان حسن کی
ہر صفحہ اس کتاب کا تخت نشان ہوا
آئینے مین پھڑک گیا طرز نگاہ پر

وہ طفل شوخ آفت پیر و جوان ہوا
تیغ نگہ سے قتل کیا اک جہان کو
تف ہو گئی زمین وہ غبار آسمان ہوا
مارا ہے جوش شعلہ سے دریاے اشک نے
ہر گل کا تختہ باغ مین تخت روان ہوا
آیا وہ شاہ حسن جو گلگشت کیلیے
کشتی ہوئی دوات قلم بادبان ہوا
دریاے اشک کا جو لکھا حال نامہ بر

سامنا کرنے لگا تیغ نگاہ یار کا	بارے آئینے نے بھی اتنا جگر پیدا کیا
ہمسے کچھ پروا نہ تھا جبتک کہ بینائی نہ تھی	منھ چھپایا اسنے جب نور نظر پیدا کیا
واے قسمت کعبۂ مقصود تک پہونچے نہ ہم	کم ہوئی طاقت اگر زاد سفر پیدا کیا
صندلی رنگت تری آخر بلاے جان ہوئی	دل لگایا تجھسے کیا اک درد سر پیدا کیا
جیمین آتا ہو چمن بند قضا سے پوچھیے	کیون نہال آرزو کو بے ثمر پیدا کیا
آدمی ہے اک نمونہ قدرت اللہ کا	قطرۂ ناپاک سے ایسا گہر پیدا کیا
عاشقی کا لطف پیری مین نہین کیا فائدہ	سوز دل تونے جو اے شمع سحر پیدا کیا
میری کشت خشک پر ہے قطرہ افشانی کا قصد	حوصلہ تونے بھی یہ اے ابر تر پیدا کیا
بنکے بجلی میرا نالہ عاقبت مجھپر گرا	گر اثر پیدا کیا تو یہ اثر پیدا کیا

وصل کی شب ہوشگافی میری غافل دیکھنا
ڈھونڈھ کر بالون مین وہ موے کمر پیدا کیا

تب وصف لعل لب کا ترے کچھ بیان ہوا	جب برگ گل زبان ہوئی غنچہ دہان ہوا
افسانہ خلق مین مرا راز نہان ہوا	آنسو بہا جو منھ پہ عرق کا گمان ہوا

وہ شوخ اپنے تیر کا آپ ہی نشان ہوا
[illegible]
نقش قدم کی طرح [illegible] کاروان ہوا
پامال [illegible] ہوا
[illegible]

[illegible]

ذرّ دندان کی ترے دیکھے آب
پانی پانی ہے چشمہ کوثر کا

صفِ مژگان پہ یون ہی غمزہ محیط
جیسے پلٹن پہ حکم افسر کا

خط بڑھا اور بھی مُنڈانے سے
مٹ سکے کب لکھا مقدر کا

تیرہ بختون کا نامہ بر ہے وہی
ہے سیہ رنگ جس کبوتر کا

کارفرمائی پر جو آئے عشق
کام شیشے سے لیوے پتھر کا

تاج شاہی ہے یہ کُلاہ نمد
بوریا تخت ہے سکندر کا

قد سے اُس گل کے کیا اُسی نسبت
کب ہے بوٹا سا قد صنوبر کا

ساق سیمین کی تب لکھون تعریف
تار زر ہو جو تار سطر کا

عہد مین چشم مست کے تیرے
دور دو دن رہا نہ ساغر کا

کون تھا رات کو ترا ہمخواب
پھول کھلا گیا جو بستر کا

کوچہ گردی نہین شعار مرا
سنگ بھی ہون مین تو ایک ہی در کا

خط شکایت کا جسمین باندھا تھا
خون مین ڈوبا وہ پر کبوتر کا

تیغ ابرو کا کیا بیان کیجے
دم پھڑکتا ہے اُس پر خنجر کا

غم ہجران نے مجھے مار رکھا آخرکار
ایک مدت سے یہ دشمن مری تدبیر میں تھا

رکھدیا میں نے گلا آپ ہی خنجر کے تلے
ورنہ جلاد کو تو شک مری تقصیر میں تھا

واہ رے شوق شہادت کہ دم آخر بھی
دھیان بسمل کا تری برش شمشیر میں تھا

بات میں ہمنے شرابی کی نپایا وہ لطف
جیسا لکنت کا مزا یار کی تقریر میں تھا

جستجو کس گل تر کی تھی مجھے اے غافل
میں جو آوارہ ہر اک گلشن کشمیر میں تھا

ہر عضو بدن ایک سے ہے ایک ترا خوب
سینے کی صفائی سے ہی جہرہ کی صفا خوب

قاصد کے بدن پر الف زخم لگے ہیں
خط کا مرے لکھا یہ جواب آپ نے کیا خوب

آگاہ نہیں ہے کوئی احوال سے میرے
جو مجھپہ گزرتی ہے وہ جانی ہے خدا خوب

بن بن کے دہن حلقۂ گیسوے مسلسل
لوٹے ہے ترے بوسۂ عارض کا مزا خوب

اتر ہوا جو شعر کہا زلف کا تیری
باندھا کوئی مضمون حنا کا تو بندھا خوب

مدفون کیا تیری ہی گلی میں اسے آخر
پائی تری عاشق نے پس مرگ بھی جا خوب

وہ چار ہی شب ماہ تو رہتا ہے نہفتہ
مدت ہوئی دیکھا نہیں وہ ماہ چھپا خوب

نالہ کرتا یان کون ہی فریادرس ای عندلیب
گوش گل کے پردے پھٹ جائینگے بس ای عندلیب

کاروان گل سفر شاید چمن سے کر گیا
آج جو نالان ہی تو شکل جرس ای عندلیب

جب دکھلائین کسیکا عارض رنگین مجھے
گل کی صورت کو گئی ہی تو ترس ای عندلیب

چپکے دل کھولکر دو دن تو چہک لے باغ مین
عاقبت تو ہوگی اور کنج قفس ای عندلیب

نالۂ آتش فشانکی میری مت تقلید کر
آشیانے تیرے ہین خار و خس ای عندلیب

دزدی گل پر کمر باندھی ہی باد صبح نے
چاہیے گلشن مین اب کو عسس ای عندلیب

ایک گل بھی آجتک پہونچا نہ تیری داد کو
بہتر اس نالے سے ہی ضبط نفس ای عندلیب

ہم تو یان الجھے ہین دام الفت صیاد مین
لوٹ تو گل کے مزے اگلے برس ای عندلیب

راز دل تو ہمسے اپنا کس لیے کہتی نہین
گل سوا اب کون ہی یان پیش و پس ای عندلیب

یار ہو کنج چمن ہو بادہ ہو مہتاب ہو
تب کہین نکلے مری دلکی ہوس ای عندلیب

چادر گل قبر پر اسکی چڑھانا بعد مرگ
تجھسے رکھتا ہے یہ غافل ملتمس ای عندلیب

نالۂ محزون ہی کسکا ہم نواے عندلیب
گوش دل سے گل جو سنتا ہی صداے عندلیب

[illegible]

بندہ ہی ہے باغ مین ایسی ہوا کے عندلیب
[illegible]
[illegible]

باغباں نے جو نکالا اُسکو بھی گلزار سے
حسن ذاتی کو ہے کیا درکار زیب عارضی
افسر شاہی ہے غنچہ تختہ گل تخت ہے
پیرہن میں پھر نہ وہ پھولی سمائے یاسمین
دیکھتی بعد خزاں تُرے حسینان چمن
ہم وہ منصف ہیں کہ وصلی پر خط گلزار ہیں
وہ مریض عشق ہے ممکن نہیں اُسکی دوا
بلبل نالاں کو بھی جانا تھا ہمراہ بہار
جوش پر ہے اسقدر خون شہیدان چمن
غنچہ خاطر شگفتہ ہو تو اس تنگی پہ بھی

سبزہ بیگانہ تھا کیا آشنائے عندلیب
غنچہ گل کب ہے محتاج فضائے عندلیب
سایۂ ہر برگ ہے بال ہمائے عندلیب
عطر گل ہوئے اگر زیب قبائے عندلیب
کچھ وفا کرتی جو عمر بے بقائے عندلیب
رات دن لکھتی رہے ہیں ماجرائے عندلیب
ہو زر گل بھی اگر صرف دوائے عندلیب
کاروان گل کو لازم تھا درائے عندلیب
ہو گیا گلرنگ دشت کربلائے عندلیب
خود قفس ہو جائے باغ دلکشائے عندلیب

ہم اگر تعلیم وہ ہوتے نہ اے غافل تو پھر
کون سنتا نالۂ رنگین ادائے عندلیب

گل سے ہے عارض تو قد یار سے درخت
کب ہوا ایسا بہاردار درخت

نکلے جو بالا سے ہیں باردار درخت
دست رنگین نگار سے گلگشتہ ہوں
ہو حنا کا سبزہ زار درخت
جس جگہ دفن تھا یہ سوختہ جان
نہ اگا واں سے زیب دار درخت
زینت خانہ باغ کون ہے تنج
سجدہ کرتے ہیں باردار درخت
برگ سے ملتے ہیں جو کف افسوس

[illegible]

عالم شیب میں ہوں یوں غافل
باغ میں جیسے بے بہار درخت

آنے سے میرے گھر کے تمہیں عار ہی عبث
اقرار جب کیا تو پھر انکار ہی عبث

ہر چاک زخم اب تو جگر تک پہونچ چکا
فکر رفوے سینۂ افگار ہی عبث

آتے نہیں کسیکی عیادت کو خوبرو
اے دل تو اس امید پہ بیمار ہی عبث

دشمن کے کام کرنے لگا اب تو دوست بھی
تو ای رقیب درپے آزار ہی عبث

چھو جائے نہ زلف سے بھی جو عذار کو
اس سے امید بوسۂ رخسار ہی عبث

گلبن سے کم نہیں ہے یہ رنگیں قفس ترا
ای عندلیب خواہش گلزار ہی عبث

بے یار ہو رہا ہے سیہ اندوں جہان
دردونکو آرزوی شب تار ہی عبث

کیا جانے چھپکے بیٹھ رہا کسکے گھر وہ شوخ
غافل خراب کوچہ و بازار ہے عبث

یاد آتے ہیں کسیکو پھول سے رخسار سرخ
روتے روتے ہوگئی چشم دریا بار سرخ

عارضی ہے مجھ مریض عشق کا رنگ نشاط
تب کی شدت سے ہو جیسے چہرۂ بیمار سرخ

زرد ہے چہرہ ہمارا اور روے یار سرخ
اس سے بہتر ہے جو خون عاشقاں سے لال ہو
لطف کیا گر رنگ سے تیری ہوئی تلوار سرخ
مثل طوطی عندلیبوں کی بھی ہو منقار سرخ
کوئی روتا بھی ہے اے غافل تو رونے کی طرح

چاک ہی غم سے گریبان کیا ہی ہم نے
کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد

اب تو ہنس ہنس کے لگاتا ہی وہ بخیا لیکن
خون رُلائیگا اُسے رنگ حنا میرے بعد

مین تو گلزار سے دلتنگ چلا غنچہ روش
مجکو کیا پھر جو کوئی پھول کھلا میرے بعد

وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح
پہلے مین آتا ہون اور باد صبا میرے بعد

اُنکے مرنے کی خبر یار مرے گھر آیا
یعنی مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد

ذبح کر کے مجھے نادم یہ ہوا وہ قاتل
ہاتھ مین پھر کبھی خنجر نہ لیا میرے بعد

میری ہی زمزمہ سنجی سے چمن تھا آباد
کیا صیاد نے اک اک کو رہا میرے بعد

آگیا بیچ مین اُس لطف کا اک مین نادان
نہ ہوا کوئی گرفتار بلا میرے بعد

قتل تو کرتے ہو پر خوب ہی پچھتاؤگے
مجھسا ملنے کا نہین اہل وفا میرے بعد

برگ گل لائی صبا قبر پہ میرے نہ نسیم
پھر گئی ایسی زمانے کی ہوا میرے بعد

گر پڑے آنکھ سے اُنکی بھی یکایک آنسو
ذکر محفل مین جو کچھ میرا ہوا میرے بعد

یہ تشنہ ہی سوچ ہو مقتل مین مجھے
دیکھیے اب کسے لاتی ہو قضا میرے بعد

شرط یاری یہی ہوتی ہو کہ تونے غافل
بھول کر بھی نہ مجھے یاد کیا میرے بعد

ذ گریبان ہی مین حالت ہو نہ ہو دامن مین تار
ای جنون چھوڑا نہ تو نی ایک پیراہن مین تار

بیضۂ بلبل ابھی بہتے پھرین مثل حباب
ہم اگر رشتے کا اپنے باندہ دین گلشن مین تار

کیونکہ جائے گلشن رخسار تک مرغ نظر
حلقہ حلقہ دام کی مانند ہین چلمن مین تار

عشق بتان مین ہم اُسے زنار سمجھے ای جنون
بچ رہے گر جیب کے دو چار بھی گردن مین تار

بنگیا دہ نافۂ مشکین در شانہ کشی
اُس پری نی رکھدیی زلفونکی جس روزن مین تار

بے سبب دل سی صدے آہ ہوتی ہے بلند
خود بخود رہتا ہے سار جسم کا شیون مین تار

دیکھکر زخمون کو میری خون روتی اسقدر
بنگیا رشک رگ گل دیدۂ سوزن مین تار

گر یہی چالاکی دست جنون ہے بعد مرگ
تو کفن کا ایک رہنے کا نہین مدفن مین تار

کیا کمون مین کاٹ شمشیر نگاہ یار کا
صاف ای غافل گذر جاتا ہی جون صابن مین تار

خط مشکین یہ نہین ہے عارض دلدار پر
رہگیا ہے جل کے سبزہ آتش رخسار پر

حملہ یون کرتی ہے غفلت مردم ہشیار پر
جسطرح ہوئے ہجوم خواب شب بیدار پر

مرگیا ہون ایک گل کی سرخی رخسار پر
غسل میت مجکو دینا تختۂ گلزار پر

خال عنبر فام ہو پشت لب دلدار پر
مہر کی ہے یا کہ یہ درج در شہوار پر

کیوں ہوں کوتا نہ ہو بوسے کی تکرار پر
کیا رہا قصے میں نوبت آئی جب تلوار پر

وار دے گل کو اگر تیرے گل رخسار پر
کیجیے نرگس کو صدقے نرگس بیمار پر

مائل حسن نکو ہوں کہ باغ دہر میں
گل کے اوپر جا پڑے گر ہاتھ ڈالوں خار پر

برق ہی نالاں نہ تھی اک ماتم فرہاد میں
ابر بھی آٹھ آٹھ آنسو رو گیا کہسار پر

یاد آیا ہے کہ جب کچھ طاقت پرواز تھی
چہچہے کرتے تھے ہم بھی باغ کی دیوار پر

ایک بھی دیکھا نہ ہمنے مہر و مہ کا مشتری
گرتے ہیں گاہک ہزاروں جنس حسن یار پر

میرے خون گرم میں تاثیر ہے تیزاب کی
چھالے پڑ جائینگے لاکھوں یار کی تلوار پر

صورت فرہاد پھر جاتی ہے آنکھوں کے تلے
چشمۂ شیریں نظر آتا ہے جب کہسار پر

ایک قطرہ گر عرق کا اسکے چہرے سے گرا
لاکھوں پانی کے گھڑے پڑ جائینگے گلزار پر

آمد آمد سنکے تیری او مسیحائے زماں
رنگ رفتہ آ گیا پھر چہرۂ بیمار پر

خامۂ نقاش میں ہوتا جو رنگ اتحاد
کھینچتا تصویر بلبل باغ کی دیوار پر

دردمند عشق کی بالیں سے ہٹ اے شور حشر
بات چلا کر نہیں کرتے سر بیمار پر

[illegible]

پیچھے کرتے ہیں جب باغ کی دیواروں پر
ہمکو تا بام قفس طاقت پرواز نہیں
یوں ہوئے داغ برافروختہ گریہ سے پاہ
پانی جس طرح چھڑک دے کوئی انگاروں پر
قیس اسواسطے پیتا ہے انھیں پلکوں سے
قدم ناقہ پڑیں تا نہ کہیں خاروں پر
کھو ہر سفتہ سے اٹھے ہیں نظر ہجر کی شب
میرے نالوں نے یہ کیا ظلم کیا تاروں پر
اس طرح آئے وہ دریا سے نہا کر باہر

[illegible]

مرد صحرائی کو بھی شہر خوش آتا ہی کہین
قدم اُٹھتا نہین جولے دام دیوانہ ترا
جو تو نگہ ہو اُسے قید مکان لازم ہے

نہ رہے گھر مین پلا ہو جو کبوتر باہر
کس پر پرزنے یہ عرفے سے کیا سر باہر
مرد درویش ہین ہر ایک سین گھر باہر

موج زن ایسا ہے دریاے محبت غافل
جسکے گرداب سے نکلے نہ شناور باہر

پڑا ہی عکس کس سیمین بدن کا صحن گلشن پر
عبث بیٹھی ہے بلبل ہو کے گر شاخ نشیمن پر
کسا زین آج کس ترک شکار افگن نے توسن پر
تری جانے سے یہ صدمہ ہو گلہا گلشن پر
یہ کسکے سبزۂ خط نے جلا کر مجکو مارا تھا
نہ پوچھ کچھ ہمارے مزرعۂ الفت کے حاصل کی
خدا کیواسطے قاتل نہ دھو خون شہیدانکو
خلش مژگانکی یاد آتی ہے کیا آنکھ لگا دی مین

بہار برگ داودی نظر آتی ہے سوسن پر
گریبان گل نے پھاڑا ہی مری فریاد شیون پر
گریبان کو ہی حکم حلقۂ فتراک گردن پر
گلے رکھ رکھ دیے غنچون نے تیغ برگ سوسن پر
جو سبزہ جل رہا ہی مثل شمع سبز مدفن پر
بچے گر برق سے تو قبضہ حاکم ہو خرمن پر
بھلی لگتی ہے سرخی تیری تیغ سبز آہن پر
جو خون زخم کا قطرہ ہی رقصان نوک سوزن پر

[illegible]

گھبراتے ہی جی اب شب ہجران سے اُلجھکر
آثار قیامت کہیں جلدی ہو نمایان
[illegible]
موئے کمر اُس زلف پریشان سے اُلجھکر
سو پیچ میں آیا ہے ہمارا دل صد چاک
شانہ کی طرح کاکل پیچان سے اُلجھکر
گرداب بلا میں دل عاشق کو پھنسایا
باسے تری اُس زلف پریشان سے اُلجھکر
طی کر گئے سب کعبۂ مقصود کی منزل

جسے پاتا ہوں خالی گوہر اشک ندامت سے — صدف کی طرح میں بیٹھا ہوں سر کو جیب دامن پر
تری کاکل میں شانہ دیکھکر ڈرتا ہے جی میرا — کہیں اٹک کر نہ ڈس جائے کہ رکھتی ہے نہ ناگن پر
عداوت کا سبب کیا ای رقیب روسیہ ہمسے — جو تو مرتا ہے ابرو پر تو ہم مرتے ہیں چتون پر
پڑا ہے تیری سفاکی کا جب شور عالم میں — دعا ہے حفظ جان ستم زدہ کھدوائی ہے جوشن پر
مبارک ہو فرش قاقم و سنجاب منعم کو — گدا ہمسایہ میں گر رہتے ہیں خاک گرم گلخن پر
نرہ ایمن جو تو کھاتا ہے مال مفت دنیا میں — نظر رکھتے ہیں مرغ دانہ چیں سنگ فلاخن پر
صفائے قلب سے آئینۂ خورشید ہیں ہمتو — غبار آیا کسی سے کب ہماری طبع روشن پر
اسیر ناتوان ہوں کر نہ فکر قتل ای قاتل — خراش طرح ہی کرتا ہے کار تیغ گردن پر
زبس ہے انتظار اُس گل کے آنے کا اسیری میں — گل نرگس کا عالم ہے جھرے زندان کے روزن پر
دہان یار سا گم ہے ہمارا زخم پنہانی — رفو کرنے کی آنکھ کے تہمت بجا ہے سوزن پر
حقیقت میں کوئی مطلب نہیں حسن مجازی سے — گلی تصویر کا چہرہ ہو گو رنگ و روغن پر
پسینا یوں سیہ چہرونکی منہ پر زیب دیتا ہے — کہ جیسے خوشنما لگتا ہے کار کوفت آہن پر
وہان تخم محبت ہمنے بویا ہے جہاں غافل — گرے دہقان پہ بجلی اور پڑے آگ خرمن پر

[illegible]

[illegible]

وہ مسیحا دم نہ بیٹھیگا جو پہلو کے قریب
بام پر وہ مہر طلعت شب کو گر آیا نہ تھا
ٹھیس پتھر کی نہ لگجائے کہین اس لعل کو
لطف تب امرد پرستی کا ہی باغ خلد مین
یہ بھی ہی قدرت خدا کی ای بت حق ناشناس
کیونکہ یاران عدم رفتہ کا ہو معلوم حال
طالب دیدار ہو مین بھی تو موسی کی طرح
یارب اتنی تو دعا میکشان ہووے قبول

کسطرح ہوئیگا یہ درد دل رنجور دور
ہو گیا ای ماہ کیون چہرے سے تیرے نور دور
اپنے لب سے اک ذرا رکھ ساغر بلور دور
پاس بیٹھے جبکہ غلمان اور رکھے حور دور
غیر تیرے پاس بیٹھین اور پھرین ہم در بدر
جا بسے ہمسے ہزارون کوس منصور دور
مجھسے ناحق بھاگتی پھرتی ہے برق طور دور
سر سے مستونکے نہووے سایۂ انگور دور

ہین تصور مین قرین نا عاقل حسینان دکن
گرچہ ہمسے ہے بہت وہ کشور معمور دور

تنہا نہ دست غم سے گریبان ہی تار تار
اے رشک مہر جامۂ زرتار کا ترے
رگ رگ مین شور نالہ پنہان ہے بھرا ہوا

پرزے جو تنین ہے تو دامان ہی تار تار
مثل خط شعاع درخشان ہے تار تار
ساز بدن کا مائل افغان ہی تار تار

پھر کیوں نہ نمک سینۂ افگار کے اوپر
جو بندگی حق کرے ہی خاص وہ بندہ
موقوف نہین کافر و دیندار کے اوپر
صیاد گئی فصل بہار اور بھی تو نے
رکھا نہ قفس باغ کی دیوار کے اوپر
جو باغ مین نرگس کا مرے ہاتھ لگا پھول
صدقے کیا اس نرگس بیمار کے اوپر
یہ گریہ کی شدت ہے کہ ٹھہرتا نہین اک دم
رومال مرے دیدۂ خونبار کے اوپر

[illegible]

اور مغرور ن کو تو پاس اپنے بٹھائے افسوس
جسکی دیداری کی حسرت مین ہو بی آنکھو ہمین
مرتے دم وہ ہمین صورت نہ دکھائے افسوس
ایک بھی بیر اُسنے اثنک نہ کبھی پا ہوئی
یکقلم یون ہمین دل سے بھلائے افسوس
کیف یا ہو بھی قابل نہ میسر ہو ہمین
مفت یہ جان حزین ہاتھ سے جائے افسوس

جسکو ہی گنج خزان گلشن مین صبح آئی ہی
کام آئے سب سے پہلے مرد میدان بہار

پارۂ الماس سے پروانو نکو ہر اشک شمع
برق جان بلبلان ہی روے خندان بہار

آئے گلشن مین جو میر یوسف گل پیرہن
ہو دے بازار چمن مین تختہ دکان بہار

کونسا دل ہی نہین ہی جسمین رنگ آرزو
طالب گل ہی کوئی اور کوئی خواہان بہار

دیدۂ خونبار گر تعلیم گریہ دی اُسے
شبنم گل سے ابھی پیدا ہو طوفان بہار

آب رنگ گل ہمارے گریۂ خونین سے ہی
دیدۂ پرخون ہی اپنا سیر سامان بہار

باغ عالم کو کبھی اک رنگ پر پاتے نہین
آج ہی اسمین خزان تو کل ہی دوران بہار

ترک جان سے اسقدر حاصل ہوئی انکو خوشی
ہنس رہی ہین مثل گل زخم شہیدان بہار

موسم گل ہی چمن سے مت نکال ای باغبان
اندنون جوبن پر آئے ہین جوانان بہار

جان بلبل نے اگر دی بھی تو زیر نخل گل
کس قدر تھا اس ستم دیدہ کو ارمان بہار

فصل گل آنے تو دی انکی چمن مین ای صبا
دست گستاخ اپنا ہوگا اور گریبان بہار

گر غبار خط سے نکلے عارض رنگین ترا
خاک مین ملجاے ساری شوکت و شان بہار

کونسا گل اس چمن مین ہی جاہی بلبل نہین
شاکی جور خزان ممنون احسان بہار

[illegible]

ہر موج بحر دامن ساحل مین چھپ گئی
کھینچا ہو کسنے یہ تجھے آغوش ہم مین

جنت کی دیکھہ دیکھہ تری آستین پہ خط
ماہون کے پڑ گئے ہین تن نازنین پہ خط

غافل ہے جو جہان مین سلیمان ملک فقر
وہ کھینچتا ہے نسخ کا تاج و نگین پہ خط

موج سرشک ہو جو نہ زنجیر پاے شمع
اس حسن عارضی کو ذرا بھی نہین فروغ
عاشق کے گر اثر نہو سوز و گداز مین
اللہ رے میرے کلبۂ احزان کی تیرگی
خندان کبھی ہے اور کبھی گریان میان بزم
تو وہ ہی جسپہ مرتے ہین حور و ملک پری
غم مین اگر پتنگ کے ہے چاک جیب صبح
ہر صبح کے صدقے اسکے نہ کیون ہو فداے پتنگ
پروانہ مجھسے کہنے لگا اسکو دیکھکر

مجلس مین میری قبر پہ رو کے آئے شمع
کب دشمنی ہو گر کوئی دن کو جلائے شمع
پروانہ جل مری تو نہ آنسو بہائے شمع
سائے کا حکم رکھتی ہی جسمین ضیائے شمع
کھلتا نہین کسی پہ بیان ماجرائے شمع
دیکھا نہ جز پتنگ کوئی مبتلائے شمع
شام سیاہ پوش ہی صرف عزائے شمع
دیکھا نہین ہی آنکھ سی تو نے سوائے شمع
آ اسپہ مین نثار ہون تو ہو فدائے شمع

[illegible]

آتش

[illegible]

آتش رخسار جانان شعلہ ور جیسے ہوئی
زلف شبگون مین بناہر ایک پروانہ شمع

کچھ سزا زینت نہین ورنہ ہی پروانہ کو
اپنی زلف دو دہ پیچان کا تبانی شانہ شمع

جلکے مرجائیگا پروانہ اگر آتش کے بیچ
کون اُٹھائیگا ترے پھر ناز معشوقانہ شمع

حال عاشق کی خبر ہوتی نہین معشوق کو
محرم راز اپنا پروانہ ہی اور بیگانہ شمع

روشنی اک سب تو کرتے مرقد مجنون پہ ہم
گر بجھا دیتی نہ باد صرصر ویرانہ شمع

دستگیری گر کسی پروانہ افتادہ کی
حق تعالی نے دیے ہین تجکو دست شانہ شمع

پہلے تو جلتی ہی پروانے سے ہر اک بزم مین
مجکو بھاتی ہی یہ تیری ہمت مردانہ شمع

خامشی مین کب کٹیگی یہ شب طول فراق
اپنا کچھ قصہ کہے میں اُسنے افسانہ شمع

اُٹھ گئے محفل سے سب حیران ہی یہ تک گھڑی
کسکی صورت دیکھکر بھولی ہے راہ خانہ شمع

جیسے مین تاہون وہی جھپہ پہ بتا ہی فدا
ہی عجب پھرتی ہی یان گرد سر پروانہ شمع

تو وہ ہی اُٹھکی اگر محفل سے گھر جانی لگے
ہاتھ دامن کیطرف دورائے گستاخانہ شمع

ہی وہ پاے لنگ سے معذور ورنہ بزم سے
چند گام آتی اُسے لینے کو مشتاقانہ شمع

دیوان ناسخ ۳۵

روشنی کیا چاہیے ہم تیرہ روزونکو پتنگ
واسطے تیرے جلاتی ہین شبستان مین چراغ

سینہ و ساعد کی تیری اللہ اللہ ری ضیا
آستین مین شمع روشن ہے گریبانمین چراغ

کار روغن دے رہا ہے گریۂ بلبل عشق
کیون نہونگے ہین روشن گلستانمین چراغ

کیا مدد اداوہ کرے سوز دل پروانہ کا
اسقدر رکھتا نہین ہے خون در پانمین چراغ

غم مین پروانے کے رویا شب ہماری قبر پر
دیکھ انگشت تاسف اسکو دندانمین چراغ

گور سے بھی تیرگی ازبسکہ تھی شبین فزون
ہمنے گھبرا کر جلائے روز ہجرانمین چراغ

گو رہو گوئی تو ہم مجبور ہین ورنہ بیان
معنی روشن سے ہے ہر بیت دیوان مین چراغ

سوز کم ہوتا نہین ہے پیکر تن محرور کا
تالحد کا نور ملے جسم سوزان مین چراغ

حال پر یہ ہم اسیرون کے شب آ اسکا دل جلا
صبح تک دہکتا رہا سر اینا زندانمین چراغ

ٹھنڈی سانسون سے ہماری محفل معشوق مین
پر سے پروانہ نہان رکھتا ہے دامان مین چراغ

گرم رفتاری جو کی ناقے نے شبکو نجد مین
بنگیا ہر نقش پا اسکا بیابانمین چراغ

روے روشن کا ترے مجکو رہتا گر خیال
ہاتھ آتا کب ہے شام غریبانمین چراغ

جیسے جی ناخلف فروغ جاہ ہے بعد از فنا
جلتے دیکھا ایک منعم کے نہ ایوانمین چراغ

کیا صدائے نغمہ نکلی جلنے میں پروانے کے
وجد میں آکر ہلانے جو لگا گردن چراغ

عکس افگن ہے جو دریا میں اگر وہ شعلہ رو
موج تو بنتی ہے گرداب جاوی بن چراغ

داغ دل ہے دل کے خاطر باعث حفظ بلا
خانۂ جن ہے نہو جس قصر میں روشن چراغ

گلستان دہر میں تجھسا نہ نکلا ایک گل
چارسو ڈھونڈھے جو لیکر لالۂ گلشن چراغ

خوش نصیبی ہے مجھے اسکی نہ آوے کیونکہ رشک
بعد مردن ہو جس پروانے کا مسکن چراغ

شاعر بے مایہ کب محفل میں پاتا ہے فروغ
آجتک جلتے کہین دیکھا نہ بے روغن چراغ

کیا کسی جان سوختہ کی قبر سے گزرا ہے تو
بن رہا ہے جو ہر اک نعل سم توسن چراغ

سوز دل سینے میں چھپتا ہے چھپانے سے کوئی
کیا ہے پروانہ رکھیگا تہ دامن چراغ

خفتہ و مردہ برابر ہین یہ کہتے ہین مثل
کسلیے اپنا بجھاتے ہیں ہم دم خفتن چراغ

حسن بے زیب عارضی پر لطف ہوتا نہیں
کب ہو بزم دہر میں محتاج پیراہن چراغ

چاہیے سامان شب کیا اسکو جس بیکس کا ہے
ہاتھ تکیہ خاک بستر شعلۂ گلخن چراغ

تیرہ بختی پر ترحم اسکی کر اے شمع حسن
عرس کی شب بھی نہو جسکے سر مدفن چراغ

آہ و نالے سے مری اٹھین یہ کالی آندھیاں
اپنے گھر میں جو نکو اگو جلے کیا روشن چراغ

کب ناقۂ لیلی کو بیابان سے تعلق
کھینچے نہ زمام اسکی اگر جذبۂ مجنون
[illegible]

[illegible]

دیوان غافل ۳۷

اپنے رونے کی غافل کچھ بھی ہے خبر تجکو
خون مین تر تو دامن سے ہوگیا گریبان تک

چشم خونبار سا برسے نہ کبھو پانی ایک
ابر ہر چند کرے اپنا لہو پانی ایک

شست وشو نامۂ اعمال کی جس سے ہووے
برس اے ابر کرم مجھپہ تو پانی ایک

لاکھ پانی سے بھی دھویا نہ چھٹا زخم کا خون
کام آیا نہ مرے وقت رفو پانی ایک

آج تک اشک مری آنکھ سے گرتے ہین سفید
ظرف مین اپنے یہ رکھتا ہی سبو پانی ایک

تا مگر ابر مژہ اپنا تو برسا سو بار
نہوا موج زنان تا بگلو پانی ایک

ہم تری چال سے دل کیونکہ نہ ہارین اے چرخ
بازی دشوار ہی تجھسے تو عدو پانی ایک

باری مرغ مین بھی ہار رہی غافل کی
تجھسے جیتا نہ وہ ای عربدہ جو پانی ایک

کیونکر یہ تف اشک سے مژگان مین لگی آگ
شبنم سی کہین بھی ہی نیستانمین لگی آگ

نہ اس سے دھوان نکلے ہے نہ شعلہ اٹھے ہی
یہ طرفہ ہماری دل نالان مین لگی آگ

آتش جو ہمارے تن پر داغ کی بھڑکی
دامن سے بجھائی تو گریبانمین لگی آگ

منع مالی چمن سے ہمکو کر سکتا نہیں
دوپہر کو تو نہ توڑا کیجیے جس تس کے پھول

گلشن جنت کی تزئین اُنسے کرتے ہیں ملک
صبحدم لیکے پژمردہ تری مجلس کے پھول

خود بخود گلشن کے گل اُڑ اُڑ کے آتے ہیں وہان
آج ہیں گور غریبان میں صبا یہ کسکے پھول

یاسمین سے کیون نہو دلکو ہمارے رفتگی
بیشتر وہ کہان ہین کھتا ہی اپنی اسکے پھول

کہتی ہے فصل خزان میں اُس سے یہ باد صبا
میں ابھی لاؤن تجھے درکار ہوئین جسکے پھول

تھی ہم آغوشی کی تیری یہوس ہی کی رات
تاسحر سو مرتبہ تازہ ہوے پس پس کے پھول

سیم و زر کے پھول گہنے دو تصدق ہم ہین
کام ہی آوینگے اکدن یہ کسی مفلس کے پھول

وان کسی عاشق کا اے غافل مقرر تھا مزار
دامن جانان سے گلشن میں جہان تھے کسکے پھول

انتظار یار میں وہ بنگئے نرگس کے پھول
قبر پر میری عزیزو نے چڑھائے جسکے پھول

ہو گئے بودار اعجاز کف گلرنگ سے
تیرے پاؤن کے تلے جو آ گئے پس پس کے پھول

کیون نہ بلبل مضطرب ہو کر چمن میں غل کرے
آتش گل سے پڑا ہی آشیانہ میں اسکے پھول

نکہت گل سے بھی ہو آشفتہ جو نازک دماغ
باغبان ڈالی ہے اُسکی مت لگا جس تسکے پھول

[illegible]

کوئی فسانہ خوش آئے نہ تجکو ای غافل
جو گوش دل سے سُنے تو ذرا ہمارا حال

قفس بلبل کا سوئے گلستان لانے سے کیا حاصل
نہیں کچھ دیدۂ عاشق تمھارے عکس کی آئینہ
نفس کی آمد و شد ہے یہ جنبش نبض مین باقی
در زندان تلک آنے کی بھی طاقت نہیں ہمین
جلایا نہ کسی نے نہ کسی گل پر تو عاشق ہے
ترا بیمار وقت نزع یہ رو رو کے کہتا ہے
سنو اے زلف کو مشاطہ او روئی مزا کوئی
مزا باغ تماشا چہرۂ رنگین خوبان ہے

وہ اک گل جیسے پھر یاد دلانے سے کیا حاصل
جو تمنے آئینہ دیکھا تو شرمانے سے کیا حاصل
تری بیمار کو آئینہ دکھلانے سے کیا حاصل
ہماری پاؤنکی زنجیر کٹوانے سے کیا حاصل
تجھے ای لالہ میری طرح گل کھانے سے کیا حاصل
جہان سے اُٹھ گئے جب ہم تو پھر آنے سے کیا حاصل
صبا کو طرۂ سنبل کے سلجھانے سے کیا حاصل
مجھے بہر تماشا باغ مین جانے سے کیا حاصل

قیامت کو تو اے غافل عیان ہوویگا نور صبح
شب ہجران کی تاریکی مین گھبرانے سے کیا حاصل

تیری صفائے پا کو نہ پہونچیگا برگ گل
گرتے ہین گلفروش عبث تشت سے گل

دیوان ناسخ ۳۹

[illegible]

[illegible]

کبک کے مانند جو طوق گلو ہی خار دار
کس پری پیکر کے ہین دیوانہ رفتار ہم

ابروے قاتل یہ کرتی ہی اشارہ دور سے
تیر کی زد پر لگاتے ہین تجھے تلوار ہم

کافری سے اپنی کیونکر آئے بو تقلید کی
ساتھ لائے ہین رگ گل کی طرح زنار ہم

گرچہ برپا کی قیامت یار کی رفتار نے
خواب مخمل کی طرح سے کب ہوے بیدار ہم

گاہ تو بالاے سر ہین گاہ ہی زیر پا
کارگاہ دہر مین ہین مست کی دستار ہم

دانت پیسا ہی کریگی آسیاے آسمان
آبلونکی طرح ہو جائینگے رزق خار ہم

مرغ گلشن تو نہین جو شاکی صیاد ہون
جلتے ہین آتش مین اپنی شکل ہو سیقار ہم

حرف بیجا کسطرح یان ہو سکی صورت پذیر
صاف دل ہین مثل قرطاس غلط بردار ہم

کوندسی بجلی کی جب اپنی جھپک جاتی ہو آنکھ
کیا سمجھکر اُس سے ہوین طالب دیدار ہم

جنس دنیا کیطرح سو گھر کے گھری مین ہے
دیکھنے پائے نہ ہرگز صورت بازار ہم

باغبان سے ملتجی ہو کون گل کیواسطے
گل سے بھی رکھتے ہین بہتر غنچہ منقار ہم

آہ یکدفعہ کریگا تجھسے جب دعوی حسن
اُسکو دکھلائینگے تیری کفش زرین تار ہم

باغ کے لائق نہ قابل خانہ صیاد کے
طائر رنگ حنا کی طرح ہین بیکار ہم

گیسوے پیچان کا کیے دھیان و نافہ مین
اندنون سے ہین جو ابکے ہوے ستار ہم

ہو پڑے خواب لحد سے تشنگ بیدار ہم
باغ گیتی مین ہین مثل نرگس بیمار ہم

رکھتے ہین روز ازل سے دیدکا آزار ہم
فکر مضمون کر رہی ہی ہمین

جائین مٹنے کی اگر خلوت سراے یار مین

دیوان ناظم

[illegible]

موت آئیگی جو یاد چشم مست یار مین
ہمسے ناحق بدگمان ہوتا ہو بلبل غم مین
آنکھ کی پتلی بناتے عکس چشم یار کو
ناتوانی مانع پرواز ہو سکتی ہے کب
کاٹ ڈالیں گے گلے کو اپنی تیغ رنگ سے
روز محشر جب ملو اُس سے تو مجنون نے کہا
نامہ بر سے کب بیان ہوگا زبانی سوز دل
غیر کے طعن و کنایہ کب گوارا ہین ہمین

دفن ہونگے میان خانہ خار ہم
آئے ہین گل کو دکھانے سینہ افگار ہم
مثل آئینہ جو ہوتے طالب دیدار ہم
اڑ گئے مانند رنگ چہرۂ بیمار ہم
خون سے آلودہ جو دیکھینگے تری تلوار ہم
چونک اٹھے سنکر تری زنجیر کی جھنکار ہم
خط مین لکھ بھیجینگے ٹکڑے سو کی اشعار ہم
مر رہینگے ایک دن مین دم غیرت دار ہم

از دل بے صبر اے غافل نہ تنہا شاکیم
میکند رسوا مرا این دیدۂ خونبار ہم

وحشت دل سے جو گھبراتے ہین ہم
بن سے مجنون بنکے جب آتے ہین ہم
مثل بوئے گل جو تنگ آتے ہین ہم

کو سون صحرا کو چلے جاتے ہین ہم
کوچہ لیلی مین تب جاتے ہین ہم
پھاڑ کر کپڑے نکل جاتے ہین ہم

[illegible]

اسم

دیوان ناطق

[illegible]

قطعہ

[illegible]

[illegible]

طرز خرام یار ہی ہمکو پسند ہے

بہتر نہین ہے [illegible] سے کام

سامان عیش اسکا اگر عارفی نہ ہو

[illegible]

غافل نہین وہ آئینہ [illegible] کے کام

دیوانگان عشق [illegible]

زنجیر کا وہ لیتے ہین زلف عنبری سے کام

چلتا نہ سر اٹھا کے وہ پھر [illegible]

پڑتا اگر فلک کو تری [illegible] سے کام

بھولے ہوئے ہین بھٹکے ہوئے صحراے عشق مین

ای خضر کیا ہے تجھکو مری رہبری سے کام

مژگان پہ اشک کیون نہ رہین [illegible]

قطرۂ اشک شمع کے مانند	سالک منزل فنا ہین ہم
آکے دنیا مین یہ ہوا ثابت	دارد کاروان سرا ہین ہم
امرد و زن پہ کچھ نہین موقوف	اچھی صورت کے آشنا ہین ہم

خوف محشر ہے کیا ہمین غافل

پیرو آل مصطفےٰ ہین ہم

ہوگی شب فراق نہ شور و شغب سے کم
یہ رات تو نہین ہے قیامت کی شب سے کم

مانند خامہ کیون نہ چلین سر کے بل وہان
کوچہ نہین ہے یار کا جاے ادب سے کم

بوسے کے نام سے بھی جو نفرت ہے یار کو
اپنے ہی لب کو ملنے وہ دیتا ہے لب سے کم

اُس سے نگاہ لطف کی امید کیا رکھین
عاشق کو گھورتا ہو جو چشم غضب سے کم

کشتہ اسی کو جانیو تیغ نگاہ کا
زخمی جو ہو ترے شہید نہین سب سے کم

جب سے کہ آگئی چمن حسن مین خزان
آئینہ دیکھتا ہے وہ گل چہرہ تب سے کم

دنیا مین جبکہ شادی و غم ایک سا رہا
سمجھا نہ بزم غم کو بھی بزم طرب سے کم

ہم معتقد ہون تب اثر عشق کے جو وہ
ہمسے زیادہ انس کرے اور سب سے کم

[illegible]

جلا رہا ہے فلک یکسانہ کیون مجکو | چراغ گور نہ شمع سر مزار ہون مین

نہ کوہکن سے ہی نسبت مجھے نہ مجنون سے | فنون عشق مین یکتاے روزگار ہون مین

اگرچہ شمع نمط لاکھ بار سر کٹ جاے | قدم ہٹیگا نہ میرا وہ سرگذار ہون مین

غرور حسن سے لیلی کو یہ نہ دھیان آیا | پیادہ قیس ہی اور ناقہ پر سوار ہون مین

نگاہ لطف جو کرتے نہین بتان نہ کرین | خدا کے فضل و کرم کا امیدوار ہون مین

نہین سفیدی کہین جسکی فرد عصیان مین | گناہگار و نہین ایسا سیاہ کار ہون مین

زبسکہ مین نے اٹھائی ہے لذت بیداد | لگائے اور کو بھی تیر تو شکار ہون مین

قضا بھی پھر گئی سو بار ڈھونڈھکر مجکو | فراق یار مین یہ ناتوان و زار ہون مین

شگفتہ رہنے دے اکدم تو مجکو باد خزان | کہ اس چمن گل آخر بہار ہون مین

شب فراق مین مجکو نہ زندہ رہنا تھا | دکھاؤن صبح کو کیا منھ کہ شرمسار ہون مین

مثال آئنہ بیجا نہین یہ حیرانی | کوئی تو سامنے ہے جو دوچار ہون مین

وہ کوہ ہون جو گرے شیشہ مین نہ بال پڑے | جلے نہ جس سے پر کاہ وہ شرار ہون مین

جنون کی فصل ہے مرضی ہے یہ گریبان کی | بغیر ہاتھ لگائے ہی تار تار ہون مین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شوق

شوق نظارۂ قاتل جو لیں از خیرہ تھا
کشتۂ چشم ترا جان کے آہوے ختن
دیکھکر چشم خماری کی تری سرخی کو
کہیں لیلی کے تو آنے کی خبر آج نہ ہو
دوستان کو جو مین یاد کرون اے ساقی
شیفتہ صورت خوبان پہ نہوتا ہرگز

کیون کھلی رہگئیں میری تہ خنجر آنکھیں
سنگ تربت سے مری ملتے ہیں اکثر آنکھیں
شرم کے مارے چراتی ہین کبوتر آنکھیں
آہوے نجد بچھاتے ہین زمین پر آنکھیں
وہین بھر آئیں مری صورت ساغر آنکھیں
صانع خلق بنا تا نہ مری گر آنکھیں

دید گلزار جہان اور بھی کرے غافل
بند ہو جائیں گی اک روز مقرر آنکھیں

کون کہتا ہے کہ ہم عشق نہان رکھتے ہین
تیغ ابرو پہ گھمنڈ اتنا بتان رکھتے ہین
دیکھے لالہ و طاؤس سے بھی چھپ نہ سکے
اثر سوز جدائی سے وہ جل جاتے ہین
کلفت دل ہی سے جاتا ہون لپٹ لگ دیا

اشک خونبار و نہ پوچھو ہو فغان رکھتے ہین
نہ تو تلوار نہ خنجر نہ سنان رکھتے ہین
یہ ہمین ہین جو تری داغ نہان رکھتے ہین
یار تربت پہ مری پھول جہان رکھتے ہین
میری چھاتی پہ یہ کیون سنگ گران رکھتے ہین

خط شمشیر سے کیا ہم تن پہ نشان رکھتے ہین
منکر قتل وہ ہوتا ہے اگر بوسے دو
بات بھی لب تلک آتی نہیں آنکھ سے
کہتا خوبان جہان تا سے ہان رکھتے ہین
ورنہ رکھتے ہو تو نہ سمجھو مین زبان رکھتے ہین
ایک ہی بات نکالی نہیں رکھتے ہین
اے بیکسے قافلہ اشک روان رکھتے ہین
دو وقت دل کی ہمارے کہیں تھا سے جام
فرع گشتہ گی آتش کی کمان رکھتے ہین
ناوک آہ ضعیفان کو دوران رکھتے ہین
یاد مین غم تو نشان مین جہان رکھتے ہین
پھر کر دو نہیں جان کی آتش سے صد

جس سے باتون مین لگا رکھتے ہین ہر دون کو
ہم بھی غافل وہ زبان سحر بیان رکھتے ہین

گر شمع رخان پردہ چہرے سے اٹھا دیوین
ہر ساکن محفل کو پروانہ بنا دیوین
ان ظلم کے مارون کو کب بزم مین جا دیوین

جو شمع مجالس کو اعجاز دکھا دیوین
نصرت یہ ہین خوبان کے اعجاز زبان اپنے
زندہ کرین وہ مردے کو جلا دیوین
تصویر اگر ہم سے نفرت نہ دکھا دیوین
شوخی ہے گلی مین اگر ہو جاوین
تصویر اگر تیری استغنا کو جھکا دیوین
کس کی طرف دیکھین ان کو ابر و ہوا دیوین
آہو سے حرم اپنی آنکھیں سے ہوا دیوین
ان کو ان سے کیا کبھی ان آنکھون کو دکھا دیوین
جو عشق بھی کبھی کی آنکھ میں ذرا دیوین
وہ جو کہ دنیا کو ستم جو ہم آشنا دیوین

کہو ہوے عاشق و معشوق مقابل تو کیا
تری پازیب کی جھنکار یہی کہتی ہے
چینی زنگ پہ اک شوخ کے ہم عاشق ہین
گر ترے عشق مین بدنام ہوا ہین تو مجھے
اپنے مجنونکی ذرا دیکھ تو بے پروائی
وقت رخصت یہی مجنون نے کہا لیلی سے
بزم خوبان مین مناسب نہین نالہ کرنا

آنکھ تصویر سے تصویر ملانے کی نہین
بخت خوابیدۂ عشاق جگانے کی نہین
زردی چہرہ کبھی چہرے سے جانے کی نہین
حور جنت بھی کبھی پاس بٹھانے کی نہین
پیرہن چاک ہے اور فکر سلانے کی نہین
پھر جو آئیگی تو جیتا مجھے پانے کی نہین
چپ ہوا ہے دل کہ یہ جا شور مچانے کی نہین

روز و شب اسکی اطاعت ہی مین رہنا غافل
یار بگڑے گا تو کچھ بات بن آنے کی نہین

بسمل تیغ خون چکان ہون مین
مجھ مین اور یار مین ہے اتنا فرق
مثل تصویر لیلی و مجنون
ساتھ والون نے ساتھ چھوڑ دیا

یعنی ایک دم کا میہمان ہون مین
بے دہن وہ ہے بے زبان ہون مین
یار بھی ساتھ ہے جہان ہون مین
کس قدر تنگ کاروان ہون مین

[illegible]

آفت ہی مین آرام ملا اور نہ وطن مین
[illegible]

ہر چند مانگتا رہا نقاش چین سے مین
تصویر تری اُسنے دمِ گریہ بھی نہ دی
کہتا ہے شب کو ماہ سے اُسکا فروغ حسن
گر تو کہے تو داغ مٹادون جبین سے مین
لتا ہی تیری چھنی رنگت سے اُسکا رنگ
آنکھیں ملون نہ کیونکہ گل یاسمین سے مین
روتا رہا وہان بھی ترے رخ کی یاد مین
بولا کبھی نہ حور بہشت برین سے مین
دھوکے مین نخل قد کے ہر اک سمن باغ مین

[illegible]

کہدیجیو اے باد صبا شاہد حُسن سے
آتا ہی جو وہان اُس قد موزون کا تصور

تیرے لیے روتا ہی کوئی نجد کے بن مین
لگ لگ کے گلے سرو کے روتا ہون چمن مین

سر کوئی اُٹھاتا نہین آگے مرے غافل
بیٹھا ہے عمل جب سے مرا ملک سخن مین

کسطرح نالہ کرے بلبل چمن کی یاد مین
داد خواہونکی اگر پرسش ہوئی روز جزا
کیا لپٹ جائین تری آقامت سمجھکر اُسکو ہم
کام معشوقون سے بھی عاشق کی لیتا ہی یہ عشق
دامن دل اے نسیم گلشن جنت نہ کھینچ
حشر تک بھی کھینچ نہین سکتے کی تصویر یار کی
کوچۂ جانان مین یارو کون سنتا ہی مری

گھس گئی اُسکی زبان تو شکوۂ صیاد مین
سب سے پہلے آئینگے ہم عرصۂ فریاد مین
یہ نزاکت یہ صباحت ہی کہان شمشاد مین
کیون نہ شیرین جان سے اپنی غم فرہاد مین
لگ گیا ہی جی ہمارا اس خراب آباد مین
گر یونہی محبت رہیگی مانی و بہزاد مین
مجھسے وان پھرتے ہین لاکھون تو داد و بیداد مین

شعر کہنا آپ سے غافل کبھی آتا نہین
عمر اک جبتک نہ کھو لے خدمت استاد مین

[illegible]

ناز ہرگز نہ کرے آئینہ ساز آہن
دستِ داؤد میں دیکھے جو گداز آہن

حلقۂ جوہر شمشیر کا کھلتا نہیں بھید
منتظر کب کا ہے یہ دیدۂ باز آہن

پاؤں پڑتی ہے سلاسل کی جو زنداں سے
باعث قید ہی میرا یہ نیاز آہن

تیری خنجر نے جو منھ موڑ لیا ذبح کے وقت
ہو گئے ہم تو ہیں کشتۂ ناز آہن

خط تقدیر مٹانے سے کوئی مٹتا ہے
کبھی صیقل سے ہو دور طراز آہن

تیرہ بختی میں مرے عیب نہاں ہیں غافل
جیسے زنگار میں پوشیدہ ہو راز آہن

فرد عصیاں کی سیاہی کا ہمیں کچھ غم نہیں
ابر رحمت سے ہمارا دیدۂ تر کم نہیں

مجمع خوباں مرقع سے ذرا بھی کم نہیں
کون سے محبوب پر تصویر کا عالم نہیں

بوستاں میں بھی دل غمگیں مرا خرم نہیں
تختۂ تابوت سے تختہ چمن کا کم نہیں

کب تہ و بالا مرے افغاں سے اک عالم نہیں
صور اسرافیل سے نالہ مرا کچھ کم نہیں

تیرے روئے صاف سے نسبت نہیں ہے کچھ اسے
ہیں نہاں ہے روئے گل پر قطرۂ شبنم نہیں

گریۂ مجنوں کے ہیں آثار باقی آج تک
اوس کے قطرے ہیں کچھ دامان صحرا نم نہیں

[illegible]

وصل کی شب تو مجھے لینے دو اپنا کام دل
حلقۂ گیسو تو کیوں ہیا ہے دست غیر میں
میری وحشت دیکھکر آہو بھی حیران ہوگئے
ایک عالم ہے منور نور حسن یار سے
کتنے ٹیڑھونکو بنایا دم میں سیدھا یار نے

ہم ہیں یا تم ہو یہاں اور کوئی نامحرم نہیں
ای پری رو دیو کے شایان تو خاتم نہیں
چوکڑی بھولے ہیں ایسی وہ کہ تا یم نہیں
کون سی جا پر تو افگن نیر اعظم نہیں
کون سے سرکش کی گردن آپکے آگے خم نہیں

جان بلب بیٹھے ہیں غافل فرقت معشوق میں
گر یہی اسکا تغافل ہے تو اک دن ہم نہیں

حرص سے خالی یہاں کوئی بنی آدم نہیں
ہم فراق یار میں مرنے سے بھی کچھ کم نہیں
میں وہ مجنون ہوں کہ صحرا یان ہی کا غم نہیں
کب ہی خط میں رقم حال دل پرغم نہیں
یار نے افشان جو چہرے کی زلف میں تو غم نہیں
ہے تنور نوح میرا دیدۂ پرنم نہیں

بے غرض ہو تو پھر بندۂ خدا ہی کم نہیں
جیون لگی تصویر ہرگز تن میں اپنے دم نہیں
گرد صحرا کی لباس فاخرہ سے کم نہیں
کونسا ہے دائرہ جو حلقۂ ماتم نہیں
کونڈیالا سانپ ہی کچھ آستین اتنا تم نہیں
کونسا آنسو کا قطرہ ہے جو رشک یم نہیں

ملگیا تھا آپ بدن سے عطر کے تیرا بدن — جو پسینے مین ترے وہ عطر کی خوشبو نہین

دیکھکر افسونگری تیری لب جانبخش کی — سامری کہتا ہی یہ اعجاز ہے جادو نہین

جسکو کوے یار سے الفت ہو کچھ بوے وفا — گو زمین بھی اسکا قبلہ کیطرف کو رو نہین

کر دوا ہی دست تیشہ تو ہی ایسے وقت مین — کوہکن کا اب تو کوئی قوت بازو نہین

ہم یہ روئے ہین فراق یار مین مثل سحاب — چشم تو نم ہی پر آستین نام کو آنسو نہین

یہ بھی نادانی ہی جان دینا وصال یار مین — گرچہ پروانہ ہون پر جلنے کی مجھ مین خو نہین

کیا تماشا دیکھیے آتش قلزم پر شور کا — چشم وا کرنے کی فرصت جون حباب جو نہین

اپنی خوش چشمی پہ اے آہو نکر اتنا غرور — چشم مجنون مین سگ لیلی سے بہتر تو نہین

جب تب ہوتا ہی آسمین آرزوے دل کا خون — سلخ قصاب سے کچھ کم مرا پہلو نہین

کب نہین رہتا ہون تیری ساق پاکی یاد مین — کب ہراک کوچے مین آگے ہے یہ زانو نہین

قید ہو کر دل نے پائی بند غم سے مخلصی — ہی حصار عافیت وہ حلقۂ گیسو نہین

ہی کفن نظرون مین میری جو گل مہتاب ہے — یار بن یہ شمع تربت ہی گل خوشبو نہین

رو دی زرد وغم مین مجنون کے ہوئی ایسے سپید — وہ سیاہی اب میان دیدۂ آہو نہین

کیون نہ ترکش کا گمان ہووے ہر اک کو اسپر
کہ ترے تیر نگہ سینے مین جس سے خانے ہین

کام آیا نہ برے وقت کوئی اے غافل
نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین

مبتلا رنج مکافات مین فرزانے ہین
پرسش حشر سے فارغ ہین جو دیوانے ہین

گل عارض پہ کبھی ہمین گل کھانے ہین
داغ تو لالۂ صحرائی کو دکھلاتے ہین

غلبہ کفر ہے یہ دور بتان مین بخدا
ایک کعبہ ہے اگر لاکھ صنم خانے ہین

کسکی آمد ہے جو ساقی نے تکلف یہ کیا
کہ گلابی ہین سبو سر مستی پیمانے ہین

خوش نصیب انکو جو ہون مردہ بیکان ہین شمار
ہین جو تسبیح سے زاہد وہ کوئی دانے ہین

ان پتنگون سے ہمین جلنے مین کیا نسبت ہے
ہم چراغ رخ پر نور کے پروانے ہین

آمد آمد جو سنی ہے تری ای غیرت شمع
منتظم آج مرے بزم مین پروانے ہین

اب بھی باز آئے اگر غیر کے ملنے سے وہ شوخ
وہی باتین ہین وہی چرچے وہی یارانے ہین

ہے کچھ اشک ندامت کا نہ حاصل پوچھو
ہونگے سرسبز قیامت کو یہ وہ دانے ہین

منتظر تیرے شہیدان کے ہین کیا جنت مین
کف حوران بہشتی مین جو پیمانے ہین

دوست کسکا چارۂ زخم جان ہوتا نہین | کسکے اوپر مجکو دشمن کا گمان ہوتا نہین

نرمی اندام خوبان پر یہ ہوتا ہے گمان | عضو عضو تن مین انکے استخوان ہوتا نہین

شرم عصیان سے جھکی ہے اسقدر گردن مری | ورنہ اتنا طوق آہن تو گران ہوتا نہین

کب غریبون پر نہین ہوتا وہان تیغا علم | کب گلی مین آپکے شور الامان ہوتا نہین

روز ہجران مین تو ساری حشر کے آثار ہین | کیون نہین پھٹتی زمین شق آسمان ہوتا نہین

حسن وہ شی ہے اگر کوئی زر گل کی طرح | لاکھ پردے مین چھپانے پر نہان ہوتا نہین

کیا سرائے پر خطر ہے اپنا یہ جسم گلی | جو فرو کش اسمین دم کا کاروان ہوتا نہین

ہم تو اس گلزار مین رکھتی ہین اپنی بود و باش | ایک بلبل کا بھی جسمین آشیان ہوتا نہین

کس طرح عمر گذشتہ کی تلافی کیجیے | ہو گیا جو پیر وہ ہرگز جوان ہوتا نہین

عشق نے صحت مین یہ صورت بنائی ہے مری | اسقدر بیمار زار و ناتوان ہوتا نہین

مین تو اس ہمدو دریغ سی تنگ ہون پر کیا کرون | دور پیشانی سے سجدے کا نشان ہوتا نہین

حشر تک رہتی ہے غافل شعر رنگین کی بہار | ہے یہ وہ گلشن کہ جو ہرگز خزان ہوتا نہین

کوئی تو ہو مجلس آرائے طرب زیر زمین | آگے پیچھے جو چلے جاتے ہین سب زیر زمین

[illegible]

خاک صحرا سر پہ اے مجنون اڑاتا ہی جو تو	گرد مین تجکو نظر آئیگا پھر محمل کہان

دیر مین ہمنے تجھے دیکھا نہ بیت اللہ مین
عمر رفتہ پھر بسر کی تونے اے غافل کہان

پیدا ابر نگ مار اگر دو زبان کرون	دن رات وصف زلف تا ہی بیان کرون
کہتی ہے برق خندۂ گل کہ تو بسی	بلبل جلا کے خاک ترا آشیان کرون
مسجد بھی قتل گاہ شہیدان ناز ہے	زاہد تو ہی بتا کہ مین سجدہ کہان کرون
آثار مرگ ہین مری چہرے سے آشکار	صدمے شب فراق کے کیونکر بیان کرون
کس دن امید سے بر آئی مری جو مین	دست دعا بلند بسوے آسمان کرون
جس سے دہل گیا تھا دل حاملان عرش	آتا ہے جی مین پھر وہی شور و فغان کرون
دو گام مجھ مین چلنے کی طاقت نہین رہی	کس منہ سے قصد ہمرہی کاروان کرون
ذکر گل ہو اب چمن مین نہ بلبل نہ باغبان	یارب مین کس سے شکوۂ باد خزان کرون
پہلو مین دون جگہ ترے پیکان تیر کو	اپنی کسی طرح سے تو خاطر نشان کرون
غافل بقول مصحفی فخر شاعران	دل ہی نہین رہا جو مین یاد بتان کرون

[illegible]

[illegible]

تمام

خالق کو رحم آئے جو غافل کے حال پر
سارے گناہ نامۂ عصیان سے دور ہون

بے صرفہ چشم تر نے آنسو بہا دیے ہین
لب اپنے لب سے تیرے اُسنے ملا دیے ہین
صورت گر ازل کی دیکھو تو دستکاری
خوبی مین کوئی تجھسے ہو اُسکے چل سکے ہے
آنکھین ہین جنکی بینا اُنکو جمال حق نے
مقتول چشم تیرے اُٹھے نہ چشم کو بھی
قاتل کی تا شکایت آوے نہ اپنی لب تک
تیرے خرام نے تو محشر کیا ہے برپا
سوز جگر سے اپنے ہین خشک دیدہ تر
چھٹکی ہے چاندنی سی جو یون شب سیہ مین
لیلی ہے منہ چھپائے جاتی ہے قافلے مین

مٹی مین ہمنے کیا کیا موتی ملا دیے ہین
کیا ذی کو بھی خدا نے بخت رسا دیے ہین
ہر روز سے آدمی کو نقشے ملا دیے ہین
خالق نے گو پری کو دو پر سوا دیے ہین
پردے مین آدمی کے جلوے دکھا دیے ہین
ایسے نظر سے اپنی تو نے گرا دیے ہین
زخمونکے ساتھ منہ پر ٹانکے لگا دیے ہین
مُردے جلا دیے ہین سوتے جگا دیے ہین
گریانے یان کنونکے پانی سکھا دیے ہین
چہرے سے موے گیسو کیسے ہٹا دیے ہین
اور و نے محملونکے پردے اٹھا دیے ہین

ہرگز کہین نشان پئے کاروان نہین
تک کان دھر کے سن تو ذرا سرگذشت کو
ہے مختصر یہ عمر کی کچھ داستان نہین
پیر مغان سے اور ہمارے بھلی ہے خوب
ہووے اگر ضعیف تو مین بھی جوان نہین
مجنون نہ کس طرح ہو گلستان مین بر و باغ
صحرا ہون کو لطف گل و بوستان نہین
پردے مین ہین لپٹے منہ کو چھپایا تو کیا ہوا
شوخی کا اسکے نام و نشان نہین
جلوہ دہ حسن شوخ کا ایسا عیان ہے

باندھے طوق طلائی کو ہلال گردن

ضعف پیری سے ہوا ہو یہ جو حال گردن

سر اٹھانا بھی ہے اک بوجھ اٹھانا مجھکو

[illegible]

نالہ کرسکے نہ بلبل اسکے سرپہ چمن میں

پروانہ وار داغ اوڑھی ہوں جو انجمن میں

خاک شفا رکھی ہے گریہ مرے کفن میں

تیر ہے یہ جدائی سے مشتعل بدن میں

تیرے دہن سے نسبت کس کی لگی کو ہے چمن میں

اک غنچہ ہے سو اسکے دندان نہیں دہن میں

کھینچے گا کیسا اثر وصف صفائے عارض

کنج لحد میں کیونکہ نہ گھبرائے دل کہ وہاں	ہمدم نہیں رفیق نہیں ہم زبان نہیں
وہاں کون پوچھے عجز و نیاز فقیر کو	جس جا قبول طاعت گردن کشاں نہیں
مجھ نالہ کش کی کوئی سمجھتا نہیں زبان	کیا اس چمن میں مرغ کہن آشیاں نہیں
سب ڈھونڈھتے ہیں کعبہ و بتخانے میں جسے	دل کے سوا زمانے میں اسکا مکاں نہیں
مجنوں سے کوئی کہدے نہ بہلا یگا وقت	جاتا ہے ناقہ لیلیٰ کا اور ساربان نہیں
ملک عدم کو جانے کو کیا ساتھ چاہیے	درکار اس سفر کے لیے کارواں نہیں
عزلت گزیں کا مری باعث نہ پوچھیے	مجکو دماغ صحبت نواب و خان نہیں

غافل نہ پوچھ مجھسے تو وصف دہان یار

احوال عیب ہے یہ کسی پر عیاں نہیں

ہے کسے شوق شہادت میں خیال گردن	شمع ساں ہر میں سر اپنا و بال گردن
تیرہ بختی کو مرے جیسے ملا حسن قبول	خال رخسار کہیں ہے کہیں خال گردن
تیغ تو اسپہ بھی کرے لگا تا جلاد	کہ مری ہر رگ گردن ہے مثال گردن
پردہ شب میں کوئی نور سحر چھپتا ہے	کب نہاں جعد میں ہو حسن جمال گردن

[illegible]

[illegible]

مژگان کی یاد مین کب آتی ہے نیند مجکو
سر بھی سفید شام غربت مین ہو چلا ہے
مجنون ہین اور مجھ مین چندان نہین تفاوت
دست قضا کے اُسنے تیشہ کیا حوالے
جلتا تھا مین جو یاد لعل بتان مین شب کے
کسکی صفا تن کا کشتہ ہون نہین جو اے دل
عاشق ہون ہجر نرالا سب سے طریق میرا

یہ موتی نہین ہین ہین سیح نیان بدن مین
اے کاش سحر تو ہوتی مجھے وطن مین
یکتا مین اپنے فن مین کامل ہو اپنے فن مین
تو شجب ہی کچھ بازو کو ہکن مین
جو شعلہ دل سے اٹھا جا کر بجھا مین مین
دھبا نہین لگا ہے اتبک مرے کفن مین
مذہب مین شیخ کے ہون کیتن برہمن مین

ڈرتا نہین کسیکی مین حرف گیریون سے
جا سے سخن کسی ہے ناسخ مرے سخن مین

کون ہے وہ جو گرفتار علائق یان نہین
دست نازک سو گئے گی سلج گردن مری
غنچہ گل کے چٹکنے سے آتی ہے صدا
بیکسی پر اپنے وہ کشتہ نہ روئے کیا کرے

عالم ایجاد پھر کیا ہے اگر زندان نہین
زور بازو مین نہین خنجر ترا ایران نہین
دیدہ کے قابل بہار گلشن امکان نہین
جسکے خون کا حشر کو دن بھی کوئی پرسان نہین

[illegible]

[illegible]

عالم ایجاد مین دنیا کے دن ایجاد ہین
یہ بھی نادانی ہو کہ تا ایک ساعت بن سکی [illegible]
موم سے ہم موم ہین فولاد کو فولاد ہین
ہم عذاب دوزخ ہجران آجتک بھولے نہین
صدمے جو کچھ جان پر آئے ہوے کچھ یاد ہین
ہے شرر کو وقفہ یکدم ہمین یہ بھی نہین
کس قدر ہم بے بقا ہین کہنے کو بنیاد ہین
معرکہ مین عشق کے غافل نہ منہ موڑینگے ہم

[illegible]

خط نویسی یہ ہے تو مشتاقو	ہاتھ اک دن قلم تمھارے ہین
دل نہ سلجھا الجھ کے لے زلفو	خوب ہی پیچ و خم تمھارے ہین
اے خوشا حال انکا جو خوبان	کشتۂ تیغ غم تمھارے ہین

رات روئے نہین تو کیون غافل
دامن و جیب نم تمھارے ہین

کوہ و صحرا اک ہمارے دم سے آباد ہین	عہد کا اپنے ہمین مجنون ہمین فرہاد ہین
مجلس رنگین خوبان کم نہین گلزار سے	گل ہین جو بیٹھے ہین جو استادہ ہین شمشاد ہین
نالۂ زنجیر مجنون سے یہ آتی ہے صدا	قید کی لذت وہ کیا جانین کہ جو آزاد ہین
پاس ناموس وفا خاموش رکھتا ہے ہمین	درد دل ذکر سر ہم لب فریاد ہین
داد خواہون سے الگ کیونکر یہ بیٹھین شیرین	کام کیا اسے کہ ہم تو کشتۂ بیداد ہین
ہر یقین قید قفس سے جلد مین آزاد ہون	میرے نالے ناگوار خاطر صیاد ہین
کس نے یارب ساز کے مانند چھیڑا ہے مجھے	عضو عضو تن مرے جون نے فریاد ہین
دیکھنے کی تیرے کس کس کو نہین ہے آرزو	وہ بھی ہین شائق ترے جو کور مادر زاد ہین

[illegible]

ردیف

تونے جو چاہا وہ قسمت میں ہماری لکھا
حرف ہم پر تو کچھ ای کاتب تقدیر نہیں

کون آگاہ ہو معنی سے تری صورت کے
یہ وہ مصحف ہے کہ جسکی کوئی تفسیر نہیں

کسکو زخمی نہ کیا خنجر مژگان نے ترے
کون تیر نگہ ناز کا نخچیر نہیں

سینہ ریشان محبت دہن زخم کی طرح
منہ تو رکھتے ہیں مگر قوت تقریر نہیں

رحمت عالم طفلی کا نہ پوچھو احوال
یاد اس خواب فراموش کی تعبیر نہیں

دشمن و دوست سبھی پھر گئے ہم سے یکبار
اور یہ کیا ہے زمانے کی جو تاثیر نہیں

کون سی چیز پہ غرہ ہے تجھے اے غافل
اب وہ دولت نہیں منصب نہیں جاگیر نہیں

کہیں نہ اک دست جنون نے پیرہن کی دھجیان
مر گئے پر بھی اڑائیں سب کفن کی دھجیان

جامہ ہی گر یہی ہے تو مرا گلگون قبا
لیگا اکدن سبز پوشان چمن کی دھجیان

غش سے کچھ ہوچلا جسکو افاقہ اے صنم
کھولدے اب دو دوپٹے پرہن کی دھجیان

گر تری آبی قبا کو احتیاج بند ہو
کیجیے اس اطلس چرخ کہن کی دھجیان

گر یونہیں باہم رہیگی جنگ تیرے حسن سے
ایکدن ہونگی لباس مرد و زن کی دھجیان

جو ڈوبکی بیٹھے ہیں آرام سے سفینوں میں
[illegible]
ملا دوں لخت دل اپنا اگر نگینوں میں
[illegible]

ملیگی کسکی مجھے دولت ہم آغوشی
بچھڑ گئے ہین مرے بازو جو آستینون مین

رکھے ہین لاکھون نہین اک آدھ جوہر خوبی
نہین ہے معدن الماس زیر مینون مین

نہین ہے دل پارہ کی سی آئینہ سپہر
کرور مرتبہ دیکھا ہزار مینون مین

جنھونکو زیر نگین تھا کبھی یہ ہفت اقلیم
رہا نہ نام بھی اُن لوگون کا نگینون مین

شہید نیمچہ رنگین ہون دیکھنا مرا خون
حنا کی طرح سے بٹ جائیگا حسینون مین

غضب خدا کا وہ بن بیٹھے صاحب خرمن
جنھین سمجھتے ہین ہم اپنے خوشہ چینون مین

چھپے ہے صورت اشراف بھی کہین غافل
زمانہ لاکھ ملائے ہمین کمینون مین

اُسی پہ پڑتی ہے آنکھ اپنی نازنینون مین
ملے ہے جسسے شباہت تری حسینون مین

وہ بن سنور کے جو کل آئے نازنینون مین
رقیب ہو گئے میرے کئی حسینون مین

کسی کے لعل مصفا کی یاد مین ہمنے
شراب سرخ رکھی بھر کے آبگینون مین

شب فراق مین بہلائین کس سے دل اپنا
نہ ہمدم ہے کوئی ہے نہ ہمنشینون مین

کیا ہے نالۂ بلبل نے کیا خفا انکو
پڑی رہی ہے جو چین غنچون کی جبینون مین

نہین ہے اصل حقیقت سے ہاں کوئی آگاہ [illegible]

جہان جہان عرق افشان وہ [illegible]

تارے چھٹک رہے ہین یہ صبح بہار مین [illegible]

[illegible]

شام شب وصال کو ہونے نہ دون ہین صبح
دور فلک جو ہوتے مرے اختیار مین

کسطرح اسکے خاک مین ملنے کا غم نہو
پالا تھا طفل اشک ہمنے کنار مین

نالے کا ضبط بعد فنا بھی نہو سکا
سوراخ پڑ گئے مری سنگ مزار مین

آیا جو یاد اسکا رخ آتشین ہمین
سینے کا داغ تازہ ہوا لالہ زار مین

لخت جگر نہین ہین یہ اشک خون کے ساتھ
گل پھول بہہ چلے ہین یہ سیل بہار مین

توڑی ہین مین نے شیشۂ ساغر نشے کی بیچ
ٹوٹے نہ پھر بدن مرا کیونکر خمار مین

جنکو بیان تناسب اعضا پہ تھا غرور
اک ڈھیر ہڈیون کا ہی آنکے مزار مین

تیر اسکا ملتفت جو نہین ہے ادھر نہو
وا چشم دام تو ہے مری انتظار مین

وہ جور چہرہ ہمسے جو وان بھی جدا رہا
آیا ہمین قرار نہ دار القرار مین

میری گداز دل ہی سے سیری تھی مجھے
مین نخل موم ہون چمن روزگار مین

باہر کہان ہے مجھسے مرا گوہر مراد
دریا تو یان ہی صورت ساحل کنار مین

دانستہ باندھتے ہین جو مضمون غیر کو
غافل وہ شاعرونکے نہین ہین شمار مین

[illegible] وفا [illegible]

ازبسکہ جوش فصل بہاران ہی اندنون

دست جنون سے کیون نہ کرین سینہ چاک ہم

دامن ہے اندنون نہ گریبان ہے اندنون

غافل نہ رو مین کیا کرین ایام ہجر مین

کٹتے ہین کسکے دیدۂ گریان ہی اندنون

جوش بہار لالہ و ریحان ہے اندنون

برج قتل مین زرفشان ہے اندنون

آنکھوں سے کسکا روے کتابی نہان ہوا

مجموعۂ حواس پریشان ہے اندنون

مجنون کے بعد ہمکو ملی شاہی جنون

اللہ ری شرم حسن کہ مجنون کو دیکھکر	چھپ چھپ گیا ہی ناقۂ لیلی غبار مین
تلوون سے میرے آگ لگی مارے رشک کے	مہندی لگائے غیر جو پاے نگار مین
شوق شراب و خواہش بوس و کنار ہو	کیا کیا ہین حسرتین دل امیدوار مین
دعوت کسی کے خنجر و پیکان کی کیا کرون	اک قطرہ خون نہین ہی مرے جسم زار مین
یکسان زمین سے قبر کو میری بنائیو	مین مر گیا ہون حسرت بوس و کنار مین
اس عالم فنا مین تو پایا نہ ہمنے چین	آرام کچھ ملا بھی تو کنج مزار مین
نسبت بری سی دیتے ہین اے حور جو تجھے	کرتے نہین ہین فرق وہ کچھ نور و نار مین
سر کھیت ہین ہے معرکہ آراے عشق مین	نامرد کا نہ ٹھہرے قدم کارزار مین

اے غیرت مسیح خبر اُسکی جلد لے

غافل تڑپ رہا ہی ترے انتظار مین

تر اشک خون سے گوشۂ داماں ہی اندنون	کیا آب و رنگ پر یہ گلستان ہی اندنون
غنچے کی طرح چاک گریبان ہی اندنون	جوش جنون ہے فصل بہاران ہی اندنون
کیا سیل اشک نے مرے صحرا کی راہ لی	کوسون تلک جو سبز بیابان ہی اندنون

[illegible]

ایک گل ہو لاکھ گل بنتے ہیں پیدا دھوپ میں
نخل موسی کا کوئی دیکھے تماشا دھوپ میں

چاہیے عاشق کو صبر ہی دیکھا دھوپ میں
ابر دود آہ کا کافی ہی سایا دھوپ میں

طرفہ ہی اوقات ہم دازدگان عشق کی
رات کو ڈھونڈھتا تا دنکو جلنا دھوپ میں

گریۂ مجنوں نے شاداب ہی نہوتی گر اُسے
سوکھ جاتا مرقد لیلی کا سبزا دھوپ میں

آفتاب حشر کی کیونکر انہیں آ سکی تاب
جلتے ہیں جو رکھ کی پان سر پر چھایا دھوپ میں

آئینے کو دیکھو اُسکے روے روشن کے حضور
برف کا جسنے نہ دیکھا ہو پگھلنا دھوپ میں

دید آنے سے نہیں پہچان سکتی ہم اُسے
اسقدر سنولا گیا قاصد کا چہرا دھوپ میں

عکس روے آتشیں سے یوں ہی مضطر آئینہ
جسطرح لہرا رہا ہو آب دریا دھوپ میں

ہی یقین اُس خاک سے پیدا گل خورشید ہو
تیری چہرے سے گری جس جا پسینا دھوپ میں

چشم تر رہتی ہے اُس خورشید رو کے سامنے
جای حیرت ہے نہ یہ تاب لا سکا دھوپ میں

خاک میں خورشید ذرے کی طرح سے مل گیا
تیری کفش پا کا جب چمکا ستارا دھوپ میں

ہم یہ سمجھینگے ضیائی ہے وہ اپنے حسد کا
جو کوئی غافل غزل ایسی کہیگا دھوپ میں

چاہیے بال پری کا مجھ پہ سایا دھوپ میں
کب ہے نفرت ناقۂ لیلی بیابان میں کبھی
بید مجنوں کے تلے ہرگز نہ ٹھہرا دھوپ میں
خوب رو نے یاد کر سایہ تری دیوار کا
جب ہمیں وز فاقت کو بٹھایا دھوپ میں
ذرہ میں خورشید پر بجلی گری کیا جانیے
آج کسکا طرۂ پیچش چمکا دھوپ میں
تشنۂ دیدار یوں غافل [illegible]

[illegible]

[illegible]

مآل کار تعمیر جہاں کا جو خیال آیا
پھر آئی آنکھ فانی دیکھکر قصر فریدوں کو

نہ پہونچے دولت ممسک سے ہرگز فیض کوئی
ملا رہنے نہ بیت المال کا بھی گنج قاروں کو

قیامت کو جو ہے محضر خونکی طلب ہوگی
دکھا دونگا ابھی قاتل تیرے داماں پرخوں کو

مہ کامل کا تو معمول ہے ہر شب کو کم ہونا
بھلا کیا اُس سے نسبت ہے ترے حسن روز افزوں کو

زمیں کیطرح تھک کر بیٹھ جا عاقبت وہ بھی
تری سرگشتہ اپنی ساتھ جو چکر دیں گردوں کو

جوانا اے عشاق بت مرقوم ہو دیگا
جوانی میں وہ سمجھیگا اپنی خط کی مضموں کو

نہیں انساں نظر آتیگا یاں جز مردم آبی
ڈبونے پر ہے چشم تر مری اب ربع مسکوں کو

عروض بیت میں ان اشعار ابرو نکو دخل گر ہوتا
نہ دیتے سرو ناموزوں سے نسبت قد موزوں کو

خدا نے سربلندی جنکو دی ہو وصف قامت میں
نہ سمجھیں بلکہ پیش پا افتادہ وہ طوبے کی مضموں کو

مجھے اندیشہ رہتا ہے خبیث سے زلفونکے
کہیں نیلوفری کردیں نہ ان رخسار گلگوں کو

ہے کس سرگشتہ کا مرکز ہمیں اختر طالع
ہمیشہ روز و شب چرخ میں رکھتا ہے گردوں کو

نہیں ہے عشق کی مکتب میں اصلاح دخل حکمت کا
سبق دیتا ہے یاں اک طفل ابجد خواں فلاطوں کو

نہی ہے معدن یاقوت احمر وہ زمیں ساری
کیا تھا دفن جس جا یار تیری فصد کے خونکو

[illegible]

مبادا غیر اسکو بھی کنایہ وصل کا سمجھے
وہی دیوانہ پن ہے اور وہی جوش جنون اتک
نہیں لیتا ہوں تم سے بھی سبب خسارہ گل کے
نہیں معلوم کسنے شعلہ رو کو میرے بھڑکایا
وہ قاتل ہے اگر میر تو یہ خون کی پیاسی ہے
یہی رفتار تا تو دیکھنا محفل میں خوبان کی
صدا جیسے سنی ہے غنچہ گل کے چٹکنے کی

لکھا ہے یار نے نامہ بخط تو امان مجکو
جوان رکھتی ہے پیری میں بھی تیغ طبع ابن مجکو
کسی کے عارض رنگین کا ہے اسیر گمان مجکو
تو وہیں آگ ہو جاتا ہے وہ دیکھا جہان مجکو
نظر آتے ہیں خصم جان میں دو آسمان مجکو
کریگی ایکدن رسوا یہ چشم خون فشان کو
نہیں بھاتی ہے ای بلبل تری طرز فغان مجکو

تماشائے گلستانکی نہیں پروا کچھ اے غافل
دکھائی فکر رنگین نے بہار بوستان مجکو

خدا بھی دوست رکھتا ہے نہایت اپنے شیدا کو
جو چاہے اوج اپنا ترک کر اسباب دنیا کو
غبار تن ہی میں تیرے نہان ہے محمل لیلی
جو شب کو ماہ ہے بریں تو دن کو مہر سیا ہیں

چلے تھے تجلی سے نہ آئی آنچ موسی کو
کہ سد راہ اک سوزن ہوئی پائے مسیحا کو
عبث تو چھانتا پھرتا ہے مجنون خاک صحرا کو
نہیں نسبت کسی سے خوبی طالع میں دریا کو

موا ہون گا وحشت میں تنگی کی حسرت میں حیرت سے
نکل مدفن سے میرے بند کرنا اسکے روزن کو

نہو دیگی سیہ کاروں کی پرسش آگے نیکوں کے
چمن میں گل کے ہوتے پوچھتا ہی کون سوسن کو

تکلف چاہیے کیا خاکساروں کو زمانے میں
کناری کی نہیں حاجت ہے کچھ صحرا کے دامن کو

اثر ہوتا جو کچھ بھی بلبل بیکس کے نالوں میں
قفس کسطرح کرتے چاک ہر دو اگلشن کو

لگاتا جامی صندل کیا زاہد کی ماتھے پر
مآل کار سے ہوتی جداگاہی برہمن کو

غرور جاہ و حشمت عشق میں ہرگز نہیں رہتا
گدا کے آگے جھکواتا ہے شاہونکی گردن کو

رکھا محفوظ آفات جہان سے گوشہ گیری نے
بجھا سکتی ہے کب صرصر چراغ زیر دامن کو

خرابی سے جو قصر تن کی منعم کو خبر ہوتی
عوض گھر کی وہ بنواتا کسی بیکس کے مدفن کو

نہیں جلتے ہیں پروانے چراغ و شمع کی جانب
ملا ہے جیسے منھ پر اپنے اُسنے موم روغن کو

صدا کے ساز سے آتی ہے جان تازہ قالب میں
بہ اثر از نفس میں جانتا ہون نالۂ آہن کو

خیال آرزوئے آتش اک میری دل میں رہتا ہے
جلا سکتی نہیں برق ہرگز میری خرمن کو

نہیں ہے پرسش تیغ قضا سے انکو آگاہی
پناہ جسم جو سمجھے ہیں اپنے خود و جوشن کو

فرشتوں کو بھی اُس تیغ نگہ نے کیا کیا زخمی
فلک پر لیگئے جو حضرت ادریس سوزن کو

[illegible]

کسی محبوب کی تیغ نگہ کا کھاؤ دل مین
اسیر ہمین تیرے اے سرو قد مانند قمری ہون
کرامت آپکی اے شیخ صاحب ہم نہ مانینگے
ہزارون گرچہ دیوانے ہوئے پیدا زمانے مین

دکھائین گے نہ زخم نہانی چشم سوزن کو
نکالی کیا کوئی گردن ہے میری طوق گردن کو
مسلمان آجتک ہمنے کیا ہے کسن برہمن کو
ہم ہی نے اک کیا آباد پھر مجنونکے مسکن کو

عداوت جو رکھے اُس سے عداوت آپ بھی رکھیے
یہ نادانی ہے اے غافل سمجھنا دوست دشمن کو

فرض جانا اُسے سجدۂ آستانِ یار کو
دید بازی کی مگر در پردہ خوبی یار کو
کب کوئی خط پہونچے نشان خط رُوے یار کو
اندون پاتا ہون آب رنگ پیر گلزار کو
کیون نہ کیسے منزل مقصود کوے یار کو
بدتر از مردہ ہے وہ زندہ نہ دیکھے جو تجھے
بوسے لیکر شعلہ رویونکے سب مہتاب مین

جو لباس کعبہ سمجھا سایۂ دیوار کو
بند ابرک سے کیا جو روزن دیوار کو
کلک قدرت نے لکھا ہے اس خط گلزار کو
آنجو کس نے بنایا دیدۂ خونبار کو
ہے چمن بلبل کو اور دار الشفا بیمار کو
ہو وہ جنگا دیکھنے جائے تو حسن بیمار کو
خوب سا ہمنے جلایا مرغ آتشخوار کو

[illegible]

عالم رویا مین ہر شب دیکھتے ہین یار کو
خواب مین پایا ہے ہمنے دولت بیدار کو

گلشن جنت سے کیا نسبت ہے کوے یار کو
سایۂ طوبی نہ کہیے سایۂ دیوار کو

جیسے دی تشبیہ اُس سے عارض گلنار کو
برق چھینکے ہے ہوا پر مبدم دستار کو

صاحب جوہر کو لازم ہے شرافت کا نشان
یعنی بے تمغا نہ پہچانے کوئی تلوار کو

چاہتا ہے ابلق گردون بنے توسن مرا
کہتا ہے سورج اُٹھاؤن مین سپر تلوار کو

کم بہا و بیش قیمت جنس مین اتنا ہے فرق
وہ تو گھر اپنے بکا یوسف گیا بازار کو

ہم سیہ مست جنون کیسے رکتے ہین کوئی
کب ہوئی زنجیر مانع فیل کی رفتار کو

خانہ سازی پر عبث مرتے ہین یہ اہل دل
کیا اُٹھا لیجاینگے سر پر در و دیوار کو

کوچۂ خوبان مین رہتا ہے یہی ہر شب خیال
پھاندیے کو ٹھا کسی کی توڑیے دیوار کو

آفتاب صبح کسکی زلف کا دیوانہ ہے
تار تار اسنے کیا جو جامۂ زرتار کو

تنگ تھا عرصہ زبس ہمپر قفس سے باغ کا
کھولنے بھی ہم نپائے غنچۂ منقار کو

پہلے نکلے دل سے نالہ پیچھے آنسو چشم سے
فوج سے آگے ہی رکھتے ہین علم بردار کو

جسنے کھایا دل کے اوپر یار کا نیش نگاہ
خانۂ عقرب وہ سمجھا روزن دیوار کو

صدمہ کچھ کانٹونکا پہونچا اور نہ ٹوٹے آبلے
طے کیا ہمنے صبا کی طرح دشت خار کو

ابر ہے مطرب ہی گلشن ہی شب مہتاب ہے
آج گھر جانے نہ دینگے اس بت میخوار کو

مجھ بیابان گرد کا ہی خضر گر دینا تھا ساتھ
آزما لینا تھا پہلے طاقت رفتار کو

چشم عاشق سے نہ اپنا چہرۂ رنگین چھپا
کب کسی بلبل کی لگتی ہی نظر گلزار کو

صدقے کر عارض پر اپنے جسجگہ پھینکے تھے پھول
طوف کو وان آئی بلبل چھوڑ کر گلزار کو

اس پریرو کی گلی سے گر نکالے دربان
بنکے سایہ ہم لپٹ جاوین در و دیوار کو

عارض یوسف جو انگارہ سا آتا ہی نظر
دیکھکر جلتا ہی کسکی گرمی بازار کو

زلف مشکیں اسکی ہو ویگی اگر عنبر فشان
مفت بھی کوئی نہ لیگا نافۂ تاتار کو

زندگی سے اک مریض عشق ہی مایوس ہے
ورنہ امید شفا ہوتی ہے ہر بیمار کو

پنجۂ مژگان نے آنسو کی مری جانی نہ قدر
ہاتھ سے دیتا نہ تھا ایسے در شہوار کو

کب ہے اے غافل ہمین اندیشۂ روز جزا
جانتے ہین اپنا حامی حیدر کرار کو

کافر ہو جسکو اس سے تمنا زیادہ ہو
کنج چمن ہو یار ہو مینا ہے بادہ ہو

فارغ ہین یون کشاکش دنیا سے سخت تن
خورشید ایک ذرے پہ آیا یہ ہو یقین
اشکون سے اپنا سبزۂ مژگان ہے تر مدام
کیونکہ ہو تیری خاطر نازک سے وا گرہ

جیسے کرے کمان خم سر اپنے کبادہ ہو
گر بے نقاب تو سر بام ایستادہ ہو
کیونکہ وہ کھیت خشک ہو جو آب دادہ ہو
ممکن نہین کہ عقدۂ ریشم کشادہ ہو

مرد سپاہی رکھتے ہین غافل خواص شیر
مارین اُسی کو لاکھ مین جسپر ارادہ ہو

خط مشکین چاہیے کیا اُس رخ پر نور کو
کسقدر یہ رند بھی ہین مست صہبا غرور
راہ تاریک عدم مین خوب کھا ٹھوکرین
اصل کا رتبہ نپائے کم بہا لقاید سے
سوزش دل کی مدادامین بہت سرگرم تھا
ہمنے یون چرخ مکوکب کو جلایا آہ سے
چشم تر سے اشک خون جاری جو رہتے ہین سدا

ابر کا ہونا نہین لازم ہے برق طور کو
توڑتے ہین خشت خم سے کاسۂ فغفور کو
کہ نہ شمع دار ملجاتی یہان منصور کو
کب ملے ہیرے کی قیمت ریزۂ بلور کو
جل بجھا جب سینہ تب ٹھنڈک پڑی کافور کو
پھونک دی جسطرح کوئی خانۂ زنبور کو
بند کرتا یک بیک اچھا نہین ناسور کو

تیغ کے مانند اپنی سرکشی اچھی نہیں | بیگنہ کاٹے ہیں گردن مغرور کو
جیسے ہم زخمی ہوئے تیغ نگاہ مست کے | دوست رکھتے ہیں نہایت خم کی انگور کو

سبزہ ہے نکتہ چین معنی روشن آفتاب
کیا نظر آتا ہے غافل دیدۂ بے نور کو

دست رنگیں سے چھپایا چہرۂ پرنور کو | گردیا گل شمع ایمن نے چراغ طور کو
محو جوئے شیر ہے فرہاد جو فردوس میں | قصر شیریں کا مگر سمجھا ہی قصر حور کو
چاک کر سینہ جو ہو دل میں ہجوم آرزو | کس نے در بستہ رکھا ہی خانۂ معمور کو
تیری روئے آتشیں پر خط کی ہو کیونکر نمو | بے دخان دیکھا ہی اکثر شعلۂ کافور کو
ناخن دست جنوں بھی کوئی تیغ تیز ہی | زخم کاری کر دیا ہی سینے کی ناسور کو
دولت ممسک لیا چاہی تو کر محنت قبول | ملتے دیکھا ہی دفینہ بیشتر مزدور کو
صبح کر دی آہ و نالی میں شب تار فراق | میں ہوں وہ فرہاد کاٹا جسنے کوہ طور کو
نقص خامی کے سے پیدا اگر ہوئے کمال | پختگی کرتی ہی زائل ترشی انگور کو
دار کو بھی ہم سمجھتے ہیں کہ اک زینا ہی یہ | ایسے بیخود ہو گئے پیکر سے منصور کو

[illegible]

جوش طوفان کو ذرا [illegible] میں اٹھائے آنسو
یک بیک آ جو گیا سامنے وہ مہر لقا

مرے اوان تار ہای اشک کا یارب بھلا ہوئے
چھپائی کیا ہی چلمن دوپٹے کی جسم عریان کو

بہائے عاشق بیتاب کے لاشے کو دریا میں
تہ و بالا کرے گا ورنہ یہ گور غریبان کو

یقین ہے قمریان اُسپر تصدق ہونگی صدقے ہون
لب جو رات کو دیکھیں اگر سرو چراغان کو

سبکسارونکو خطرہ کچھ نہیں تھرا آنی کا
خس و خاشاک کشتی جانتے ہیں موج طوفان کو

اذیت کا سبب ہے پاس جذب بے بہا رکھنا
ہر ایسے لعل کے ٹکڑے کرتے ہیں کان بدخشان کو

یہا تک غیر کی شرکت سے ہے آزاد کو نفرت
نہیں پیوند کرتا باغبان سرو گلستان کو

صدائے ہمصفیران تو مری کانون میں آئیگی
بنا نا زیر دیوار گلستان ہی مرے زندان کو

ضعیفونکی توانائی سے اے ظالم نہیں ڈرتا
کہ کھا جاتا ہی اکثر موجۂ شمشیر تیران کو

بنائے دانۂ تسبیح انکی خاک تربت سے
دیا یہ مرتبہ اللہ نے تیرے شہیدان کو

سیہ اتنی ہوئی ہے یہ برنگ مشق طفلان
کہ ہرگز پڑھ نہیں سکتا ہوں اپنی فرد عصیان کو

وہ نخل یاس ہون اس مزرع ہستی میں ای غافل
نہیں ہے بھولنے پھلنے کی جسکے فکر دہقان کو

تونے تربت پہ مری دو نہ گرائے آنسو
غم فرہاد میں شیرین نے بہائے ہیں آنسو

[illegible]

نرالا ساری عالم سے ہے غافل عالم وحشت
نہ غم دنیا کا ہو نہ وحشت عقبیٰ ہو مجنون کو

جذب دل ہی ہین کیا خوج جرس بسمل کو
تا لہو دیکھ کے آجای نہ غش قاتل کو

سیر دریا کی خوش آتی ہی کسے یار بغیر
ہم لب گور سمجھتے ہین لب ساحل کو

ساربان حجر کی طرف کھنچے ہے مجنون بیدل
ناقہ حیران ہی کہ لیجاؤن کدھر محمل کو

تل یہ کاجل کا زنخدان پہ بنا کر تو نے
داغ اک اور دیا رات مہ کامل کو

ایک بوسہ نہ دیا اسکا تو کیا اجر اسکا
گر بھرا موتیون سے تو نے کف سائل کو

وادیٔ نجد کا اندیشہ نکر اے لیلی
ناقہ دو گام مین کر جائیگا طی منزل کو

پردہ چہرے سے اٹھاتا ہی وہ اندک اندک
نیم بسمل نہ کرے آج کہین محفل کو

ای پری چہرہ ترے خال بناگوش کا عشق
چین دیتا نہین از بسکہ کسی عاقل کو

آب پر نقش بناتا ہی کوئی تیری لیے
آگ مین پڑھ کے جلاتا ہی کوئی بلفش کو

بھول جاتا وہ اگر تمکو نہ تھا اسکا عجب
تم تو ہشیار تھے کیون بھول گئے غافل کو

انتظار یار مین اپنے خط گشت دست
مٹ گئے ہین گنتے گنتے روز ماہ و سال کو

بخت خوابیدہ کبھی کا نہ چونکی خواب سے
زیب پا اسنے کیا ہی کم صد اخلخال کو

قطع کرنا رشتہ الفت کا غافل خوب ہی
کون ساتھ اپنے لگائی رکھے اس جنجال کو

تحریر اسکی ناز کی عضو تن نہو
جائے قلم اگر رگ برگ سمن نہو

عریان اٹھین گے قبر سے آخر تو حشر کو
رکھدو ہمین یونہین جو نہین ہے کفن نہو

صیاد وان نہ رکھ قفس بلبل اسیر
برسون جہان گذار نسیم چمن نہو

تیشے کے جو دہن سے نکل آئی ہی زبان
پیاسا ترے لہو کا تو ای کوہکن نہو

بے سعی غیر نکلے ہی دریا دکون سے کام
چشمے مین کچھ بھی حاجت داد و رسن نہو

منصور کو جو دار پہ کھینچا بجا کیا
وہ بات کیون کہے جو سزا دے دہن نہو

مین نے تو سینہ چاک کیا اسنے پیرہن
مجنون پہ زخم سینہ مرا خندہ زن نہو

ازبسکہ صاف دل ہین یہ منظور ہی ہمین
نامہ بھی تجکو بھیجین تو اسمین شکن نہو

اتنا بھی سادہ رو تو خوش آتا نہین ہمین
اک آدھ دلفریبی کی جسمین پھبن نہو

لطف کیا ہی گلگشت مین ای بلبل جہان
باغبان صیاد ہو موج سبزہ دام ہو

کوچہ جانان مین دیتی ہم اگر دل کھول کے
پل مین دریا کا کنار اک کنار بام ہو

آتش افسردہ ہین انکے مسی آلودہ لب
انسے کیونکر پختہ اپنی آرزوئے خام ہو

کوئی بے اسکے نہین بس بت سازش کی طرح
یا ہمین کافر ہو دین یا وہ صنم اسلام ہو

چاہتے ہین پتنگے شوق وصل شمع مین
ہم جلین اور صبح دود دل سے پیر شام ہو

کیا کوئی شاعر کمر کو تیری باندھے شوق سے
جب تلک مضمون اسکا غیب سے الہام ہو

بوریاے فقر میرا کب بنا تخت شہی
مجکو کیونکر اعتقاد گردش ایام ہو

عیش دیتا ہے اسے دور فلک اور مجکو رنج
یان مجھے دوران سر ہو وان جو دور جام ہو

عیب ذاتی تربیت سے بھی نہ زائل ہو سکے
تلخی شکر مین بھی دیوے تلخ جو بادام ہو

ہے جناب کبریا مین یہ ہی غافل کی دعا
جو کہون مین شعر وہ مقبول خاص عام ہو

وہ جام ہم پیے تو مجھے یان خمار ہو
ٹوٹے بدن مرا اگر اسکو بخار ہو

دیوانگان گل کی ہے مرضی یہی صبا
زنجیر بھی ہو پانو مین تو خاردار ہو

شاید اسی غبار سے پیدا سوار ہو
اے دل تو کوی عشق مین رکھتا نہ ہی قدم
ایسا نہو کہ پھر کوئی آفت دوچار ہو
[illegible]

کام تھا عالم امکان سے بھلا کیا ہمکو / جذبۂ عشق یہان کھینچ کے لایا ہمکو

ایک مدت سے تلاش میں ہیں یار ہیں ہم / اسقدر گم ہین کہ پاتا نہین عنقا ہمکو

پس دیوار تری کوچے مین ہم بیٹھے ہین / آج جنت مین ملا سایۂ طوبا ہمکو

شمع سان یاد قد یار مین روتے روتے / موج اشکون کی ہوئی سلسلہ پا ہمکو

دیکھتے ہین جو کبھی دیدۂ وحدت بین سے / نظر آتا ہے ہر اک قطرے مین دریا ہمکو

دین کے کام کے نے لائق دنیا ہین ہم / نہین معلوم کیا کس لیے پیدا ہمکو

تن پر داغ سے جل جل کے کفن خاک ہوا / مرگئے پر بھی کیا عشق نے رسوا ہمکو

ہمرہان جاتے رہے دشت خطرناک کے بیچ / صورت نقش قدم چھوڑ کے تنہا ہمکو

شعبدہ باز نہین ہر جو فلک پھر کیا ہے / اک نیا روز دکھاتا ہے تماشا ہمکو

اشک گوہر ہوا گر لخت جگر یاقوت / دولت عشق سے سب کچھ ہے مہیا ہمکو

خواہش حور ہی غافل نہ ہوس جنت کی
آرزو ہے کہ نہو کچھ بھی تمنا ہمکو

مرغ دل عشاق کی خاطر نشان ہو / جبتک نہ تری ناوک مژگان کا نشان ہو

ایسا نہ کوئی خاطر عالم پہ گران ہو
جس کشتی پہ ہم بیٹھین وہ کشتی نہ روان ہو

ہین سختی دوران سے رگ سنگ بنا ہون
نشتر بھی لگائین تو نہ خون تن سے روان ہو

اس باغ کے گل مدنظر اپنے نہین ہین
ہوتا تھا جہان گل ہے خزان آج خزان ہو

مضمون جو لکھون خواہش دیدار کا خط مین
جو دائرہ حرف ہو چشم نگران ہو

مژگان کے خس و خار ہون کیا مائل گریہ
ہو جاوے وہ جون کاہ اگر کوہ گران ہو

خاموشی مین جون غنچہ مزا جسکو ملا ہی
ہرگز نہ کرے بات اگر لاکھ زبان ہو

ہم رنگ رخ یار اگر ہوئے کوئی گل
بلبل نہ کبھی باغ مین سرگرم فغان ہو

مین داغ جدائی مین کسی گل کے ہوا ہون
کرنا مجھے وان دفن جہان لالہ ستان ہو

پنہان ہے مرے سینے مین یون سوز محبت
جسطرح سے شعلہ دل خارا مین نہان ہو

دعوائے فن شعر فریب ہے اسی کو
جو کوئی کہ غافل ہمہ گو ہو ہمہ دان ہو

مصحف رو کو سمجھتا ہون مین ایمان اسکو
جو پھرے اس سے کہون پھر نہ مسلمان اسکو

دشت سے گر تیرا دیوانہ کرے شہر کا قصد
پانوٴن پڑ پڑ کے رکھین خار مغیلان اسکو

کیون نہو جان اثر کے نالوں سے تنگ
ہم صفیر و ہے بہار اسکی چمن کی لوٹی

اندنوں تو نے نکالی ہے نئی طرز خرام
سجدہ کرتے ہیں اسے شیخ و برہمن دونوں

زندگی کرنی پڑی ہے اسی بیمار کے ساتھ
ہم قفس ہی ہیں ہر مرغ گرفتار کے ساتھ

جی کھنچے جاتے ہیں ظالم تری رفتار کے ساتھ
بت کو نسبت نہیں کچھ سنگ در یار کے ساتھ

مجکو اولاد علی سے ہے محبت غافل
حشر ہوئے گا مرا حیدر کرار کے ساتھ

ہم فقیروں کا ہے گرد کر آوارہ فاختہ
جل کے خاکستر ابھی ہو جائے آگ ان میں

چشم تر سے اپنی تو سیراب کر شمشاد کو
جامۂ خاکستری سے تیرے یہ ثابت ہوا

جسپر اس ماہ تمامی پوش کا سایہ پڑے
عشق مژگان سے بھی تو کھینچا ہے دار بشر سے

مرغ بستانی کا اسکے سامنے دم بند ہے

اپنی کو کو پر کرے ہرگز نہ غرہ فاختہ
گر ترے دل میں ہو سوز عشق ذرہ فاختہ

یان درخت خشک پر جاپا ہے آوارہ فاختہ
اپنی دردیشی کا ہی تجکو بھی غرہ فاختہ

باغ میں ہے سرو پر رشک مجرہ فاختہ
یاد ابرو میں اگر ہے زیر آوارہ فاختہ

نغمہ سنجی میں نکر غافل ہے غرہ فاختہ

باندھ رکھتے ہین دل وحشی کے سیہ دست و پا
تا نہ کہلا بھیجین پیام زبانی عاشقان
دمبدم درد محبت اور بھی بڑھتا گیا
خاک دخوین دست پا مار کیے وہ دیر تک
آرزو مین جو ہم آغوشی کی تیری مر گئے
عاشق حیران کا تیری کیا جنازہ لیگئے
قتل مین بھی میری کیا مرنہ تجھے منظور ہی

تنگ آیا ہون تری الفونکی زنجیرون کے ہاتھ
بھیجتا ہی وہ جوانامہ بھی تیرون کے ہاتھ
جا پڑا ہون کن طبیبونکی مین تدبیرونکے ہاتھ
دامن قاتل تک آیا تو بھی نخچیرون کے ہاتھ
گو سے باہر نہ ہینگے ان حجج امیرونکے ہاتھ
پینے کی واسطی اٹھتے ہین تصویرون کے ہاتھ
مجھپہ گن گن کر لگاتا ہی جو شمشیرونکے ہاتھ

ایسا ساحر ہے وہ ای غافل بقول مصحفی
باندھ رکھے ایک تار زلف مین پریونکے ہاتھ

گھورتی ہے بطرح تصویر پشت آئنہ
اپنے خط کا مین نے کاغذ جو دیا اُسپر لگا
زانو ہر خوبان سے ہم بھی ہین چسپان ہر گھڑی
حسرت دیدار مین آنکھ جو مین بسمل ہوا

مجھسے کیا ایسی ہوئی تقصیر پشت آئنہ
پڑھ کے وہ حیران ہوا تحریر پشت آئنہ
کاش کے لکھی ہمین تقدیر پشت آئنہ
خون میرا ہوگا دامنگیر پشت آئنہ

مزا ملے جو مری طرح اسکو جلنے مین
تو آگ سے نہ کبھی پھر رخ کباب پھرے

جو ہووے محرم آب روان کو تو لب جو
عدم کو جاتی ہوے راہ سے حباب پھرے

مدد سے طالع برگشتہ کے عجب کیا ہی
جو کوی یار سے قاصد جز اشتاب پھرے

اٹھے جو یار کے رخسار آتشین سے نقاب
تو حشر کو نہ ادھر روے آفتاب پھرے

شب وصال جو آہستہ چلنے کو کہیے
تو ضد سے میری فلک اور بھی شتاب پھرے

جو تیری چشم کا قاضی کو بھی اشارہ ہو
بغل مین دابے ہوے شیشہ شراب پھرے

وہ آئے فاتحہ پڑھنے جو بعد مدت کے
مری لحد سے نہ نکلی صد شتاب پھرے

بدل بہار سے ہووے خزان گلشن عمر
جو پھر بھی جا کے کبھی موسم شباب پھرے

کہین تو دفن ہے فرہاد اور کہین مجنون
نہ کوہ و دشت مین روتا ہوا سحاب پھرے

جگو رکھی کے جلائے چراغ دریا پر
جو تجھسے دل مرا ہی رشک ماہتاب پھرے

سوال انکے مرا آپ ہین بشکل خاموش
یہ وہ گدا نہین جو در سے بے جواب پھرے

وہ لالہ رو جو پئے گلگشت باغ آیا ہے
ہزار شکر کہ دن تیرے ای گلاب پھرے

خیال جسکا کہ بیداری مین ہے ہر دم
اسیکی آنکھو نین صورت میان خواب پھرے

[illegible]

صحرا مین میرے خضر کا پڑتا نہین قدم
جبتک نہ آگے آگے کوئی رہنما چلے

گردون کسی ملاقی ہو انسان کو خاک مین
بہتر ہے آدمی جو ذرا سر جھکا چلے

بجلی کرے تیری جنبش ابرو مین ڈھنگ مین
کیا خاک اُسکے سامنے تیغ قضا چلے

کیا دور داد خواہی کو صحرائے حشر مین
قاتل کے ساتھ گر م الاشہ چلا چلے

تکتے ہین منھ ہر ایک کا محفل مین اسلیے
ہم بھی کہین کچھ اُس سے جو ذکر وفا چلے

جو ربتان ہند سے غافل تنگ ہون
مین تو ابھی چلون جو کوئی کربلا چلے

بجست وہ شہر نگین ہتا ہوا اسپ تو آنکھون سے
کہ رو رو دیا ہن جا بجا ہار ہای نور آنکھون سے

اڑتے ہین ستارے آنکہ آن مخمور آنکھون سے
کیا ہو شرم کیا رو کو شاید دور آنکھون سے

کیا ہو قتل اک عالم کو جنکے لال ڈورے نے
خداوندا بچا نا مجکو اُن مخمور آنکھون سے

چڑھے وہ غیرت شمع تجلی گر نظر تیری
ابھی گرجائے موسی چراغ طور آنکھون سے

دل صافی کا گر ہو پاس ہیجا مین ساقی کو
اٹھائے ریزہ ہائے ساغر بلور آنکھون سے

کیا ہے مین نے جو اک گام مین راہ حقیقت کو
قدم ہیر لگا مین شبلی و منصور آنکھون سے

[illegible]

کوئی نازک بدن ایسا کہان ہے
کہ جیسے نازکی ابر گران ہے
[illegible] کا سبب ہر عیان ہے
وہ قاتل ہے نہین ہم [illegible]
لطافت مین [illegible]
نمایان تن سے مغز استخوان ہے
[illegible] لحد مین دیکھ لیت
زمین اور ہے پیچ آسمان ہے
گلستان یار مین معشوق [illegible]
جو شاخ گل ہے [illegible]

ہے قد یار آنکھوں مین یون سرو باغ ہے
سولی کھڑی ہو جیسے گنہگار کے لیے

وہ بت ہے تو کہ آنکھ کی پتلی بنائیے
آنکھوں کو ڈورے ہون ترے زنار کے لیے

دیکھا ہے جیسے حلقۂ عشاق تیرے گرد
جلتی ہے شمع گرمی بازار کے لیے

جب سے تکلف من و تو درمیان نہین
میرے لیے ہے یار تو مین یار کے لیے

روے صبا یہ کب در گلزار بند ہے
راہین کھلی ہوئی ہین طلبگار کے لیے

دیوانہ پیرہن نکرے چاک کیا کرے
کچھ مشغلہ ضرور ہے بیکار کے لیے

یارب ہماری آنکھ کا پردہ پسند ہو
درکار ہے نقاب رخ یار کے لیے

مرتا ہون مین تو حلقۂ گیسو کے رشک سے
بوسے ہزار بار ہے رخسار کے لیے

اللہ رے جذب عشق کہ باد صبا کے ساتھ
گل اڑ کے آئے مرغ گرفتار کے لیے

مجنون بغیر کون ہے لیلی کا قدردان
مطلوب ہے جہان طلبگار کے لیے

خلوت سراے خاص مین غافل کا ہے گذر
پروا نہین ہے محرم اسرار کے لیے

وہ جوش نوجوانی اب کہان ہے
نہ وہ نالہ نہ وہ شور و فغان ہے

[illegible]
قبا کا چاک انکی کہکشان ہے
[illegible] ہین خورشید فشان ہے
ترے گہر کا وہ ادنی نابدان ہے
ہوا مشہور کم ہونے سے عنقا
ہماری بے نشانی ہی نشان ہے
ترے وہ حسن کا جلوہ ہی جس سے
[illegible]

[illegible]

شب جدائی کا مجکو گلہ کا زبسکہ روز وصال بھی ہے	
اگر ہے رنگ نشاط منہ پر تو دل میں کچھ کچھ ملال بھی ہے	
ہوئے ہیں جون خار شانہ لاغر بدن میں کچھ اپنے حال بھی ہو	
وہ گل تو زلفین بنا رہا ہے اُسے ہمارا خیال بھی ہے	
ثبات کار جہان ہو کیونکر زمانے کا ایک حال ہی ہے	
عروج ہے تو نزول بھی ہے کمال ہے تو زوال بھی ہے	
یقین یہ ہے کہ آجکی شب فلک نہ چھوڑیگا مجکو جیتا	
جو کہکشان ہے سنان سنبھالے تو تیغ بر کف ہلال بھی ہو	
نہ پوچھو جو کوہکن پہ گذری سُنا ہی ہوئیگا حال اُسکا	
یہ سچ کہا ہے کہ عشق بازی نہیں ہے آسان محال بھی ہو	
کدھر گیا ہے خیال تیرا کہان ہے اے شاخ یاسمن تو	
سمجھ کے دعوی نازکی کر چمن میں وہ نونہال بھی ہے	
عجب نہیں اسکا زشت رو بھی جو آپکو جانے خوبصورت	

گداے ناچیز ہین ہمارا خیال آتا ہے کب کہ اُسکو
جو کبر جاہ و جلال ہے تو غرور حسن و جمال بھی ہے

نہ خواب و خور کا ہی دھیان مجکو نہ تن بدن کا ہی ہوش ناسخ
خیال جانان مین محو ہون مین نہ مجھکو اپنا خیال بھی ہی

فتادگی سے غبار رہ کو ملی ہے اوج ہوا پہ جا گہہ
جو آپ کو جانے سب سے ناقص برابر اسکے کمال بھی ہی

پھنسے ہین کتنے ہی طائر دل تمھارے نیوسکے پیرہن مین
غرض کہ ثابت ہوا یہ مجکو قبا بھی ہے اور جال بھی ہی

مثال خورشید اُسکے منھ پر نظر ٹھہرتی نہین ہی اصلا
لڑا سکے اُس سے آنکھ کوئی کسیکی اتنی مجال بھی ہی

برنگ ماہی کسی نے مجکو کیا تھا چو رنگ کیا عدم مین
جو زخم شمشیر ہے بدن پر تو خلق میرا ہلال بھی ہے

گداے نظارہ باز ہون مین جو پاس رکھتا ہی دولت حسن

[illegible]

اس سرا دہر میں ہر دم مقام کوچ ہے
انکی کرسی حیرت افزا کا پڑا ہی جیسے عکس
بیٹھنے کا حکم کب ہے محفل خوبان سے ہیچ
آفتاب صبح جیسے روز ہوتا ہے فدا
گر نہ انکے سامنے گردن جھکا دوں کیا کروں

کوئی بیٹھا ہی کوئی پا در رکاب استادہ ہی
مثل آب آئینہ دریا کا آب استادہ ہی
دست بستہ سامنے ہر شیخ و شاب استادہ ہی
کیا یہ اسکا خیمۂ زریں طناب استادہ ہی
قتل پر میرے وہ سرگرم عتاب استادہ ہی

یہ وہی غافل ہے جو تھا کل تلک مسند نشین
آج گو اس در پہ با حال خراب استادہ ہے

نگاہ یار سے آج بے تقصیر پھرتی ہے
مرقع ہے مری آنکھوں میں کیا یاران فنہ کا
ترا دیوانہ جب سے اٹھ گیا صحرا سے وحشت سے
تری تلوار کا منہ سے پھر جائے تو پھر جائے
کبھی تو کھینچ لائیگی اسے گو غریبان پر
بیان کس منہ سے ہو یار کی شیرین کلامی کا

کسیکی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہی
جو نظروں کے تلے ہر ایک کی تصویر پھرتی ہی
بگولے کیطرح سے ڈھونڈھتی زنجیر پھرتی ہی
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہی
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہی
زبان پر اپنی اب تک لذت تقریر پھرتی ہے

[illegible]

[illegible]

گر حلقۂ تسبیح مین گردن ہو کسی کی | وابستہ ہے تو رشتۂ زنار سے کوئی

تنہا نہ ہین اسمین گئے جان سے غافل
جانبر نہ ہوا عشق کے آزار سے کوئی

چمن کو چۂ جانان سے یہ کیا آتی ہے
ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

ایک وہ بت نہین آتا ہو مرے مرقد پر
گو زیارت کو لیے خلق خدا آتی ہے

لیکے پیغام زبانی جو چلا ہو قاصد
بات بگڑی ہوئی کیا اسکو بنا آتی ہے

عشق نے عالم پیری مین ستایا ہو مجھے
نالہ کرتے ہوے اُس منھ سے حیا آتی ہے

کسکے مین دست نگارین کا ہون زخمی یارب
ہر گل زخم سے جو بوے حنا آتی ہے

جی مین آتا ہو مسیحا سے مین پوچھون جاکر
مرض عشق کی بھی تجکو دوا آتی ہے

صبح کس طرح سے ہوگی شب ہجر فراق
نہ تو نیند آتی ہے مجکو نہ قضا آتی ہے

کسطرح قافلۂ ملک عدم کو ڈھونڈھین
نقش پا ملتے ہین نہ بانگ درا آتی ہے

چھوڑ جاتا ہو وہ جب گھر مین اکیلا مجھکو
در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے

یاد گیسو مین الجھتا ہو سر شام سے دل
رات کیا آتی ہو اک سر پہ بلا آتی ہے

[illegible]

گفتگو زلف کی اُنکی جو کبھی آتی ہے
پیچ سے گر تری کاکل کے نکلتا ہے کوئی
پوچھتے کیا ہو تم اس خاک کے پتلے کا ثبات
بحث نالے کی کیا کرتا ہوں سے مجنون
کسکے مجموعۂ خاطر کو کرے گی برہم
ناقبولی سے ہوں گم وہ زمین میں پس رگ
بیستون کاٹکے فرہاد نے یہ دل سے کہا
مین وہ بیکس ہوں کہ گلزار میں جسکی خاطر
کون فریاد اسیران جفا سنتا ہے

بات کرنے میں زبان میری اُلجھ جاتی ہے
زلف پھر دام میں اپنے اُسے الجھاتی ہے
جیسے تصویر گلی بنکے بگڑ جاتی ہے
اپنے دیوانے کو لیلی نہیں سمجھاتی ہے
اُلجھے بالونکو ترے کنگھی جو سلجھاتی ہے
میری مرنے کو تو مٹی بھی نہیں ملکھاتی ہے
اور کیا دیکھیے شیرین مجھے فرماتی ہے
اُٹھکے میخانے سے ہر شب بط مے آتی ہے
ہم بھی غل کرتے ہیں زنجیر بھی چلاتی ہے

عرش پرواز و نہین تھے ہم بھی کبھی اے غافل
اب تو بے بال و پری ٹھوکرین کھلواتی ہے

تجھسے محبوب سے جسوقت بگڑ جاتی ہے
بو کسی زلف معنبر کی مگر لاتی ہے

مرتے بن آتی ہے اور کچھ نہیں بن آتی ہے
ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

[illegible]

نو گرد ... [illegible] ... مجھے

فکر عالی نے دکھایا عالم بالا مجھے

مست ساغر نوش ہون مشرب مرا رندانہ ہے

ہاتھ مین ہے شیشہ ہے لب بلب پیمانہ ہے

لخت دل ہے نقش انگشتر یگانہ ہے

دیدۂ تر سے ہمارا یا جواہر خانہ ہے

جا بجا سنبل یہین یکسر گیسوے جانانہ ہے

پست کرتی ہے بگولے کو بلندی آخر
سرکشی خاک مین ہر ایک کو ملواتی ہے

زرد ہوتا ہے کبھی چہرہ مرا گاہ سفید
رنگ کیا کیا مجھے الفت تری دکھلاتی ہے

ملک رفعت سے ہمین دار البقا کو غافل
ایک ہی لغزش پا ستی مین پہونچاتی ہے

محفل عشرت بھی خوش آتی نہین اصلا مجھے
یاد دلواتے ہین اُسکے ساغر و مینا مجھے

دو گھڑی بھی چین بن اُسکے نہین آتا مجھے
میری بیتابی کریگی ایک دن رسوا مجھے

جسنے جرم دوستی پر جان سے مارا مجھے
حیف وہ اتنا نہ سمجھا سب کہین گے کیا مجھے

کھینچتا ہے جوش وحشت جانب صحرا مجھے
خانۂ زندان مین بھی مشکل ہوا رہنا مجھے

آگئی پہلے ہی دل پر نا امیدی سے شکست
مانگتا عقبیٰ ہی مین ملتی اگر دنیا مجھے

نے سزاوار جہنم ہون نہ شایان بہشت
حق تعالیٰ نے کیا ہے کس لیے پیدا مجھے

مین ہون مجبور ازل اسکا تعجب کچھ نہین
ساتھ سونے گر نہ دیوے صوت پیدا مجھے

تیری چشم سرمہ سا کی آہین جو پائی شبیہ
خوش بہت آئی چمن مین نرگس شہلا مجھے

ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر کے رہ جاتا ہون مین
یاد آتا ہے جو وصل موسم سرما مجھے

[illegible]

سرگذشت سوز ہجران کا نہ پوچھو ماجرا
آمد آمد ہے الٰہی آج کس مہ نوش کی

وہ بگڑ بیٹھے ہین جیسے آنی ہی جان پر
دست و پا کا خون مین بھرنا ہی دعویٰ عاشقان

نعمت خوان سلیمان کی نہین مجکو ہوس
جلد کر جاتے ہین عاشق پھر ستی سی عبور

موج زن دریا جو ہی اسقدر مجنانی مین
دور کرتا ہی جو خط سبز کو عارض سے تو

جسکو سنکر کان جلجاٰئین یہ وہ افسانہ ہی
شل چشم منتظر جو داور میخانہ ہی

ہم بیان مرتے ہین وان ناز معشوقانہ ہی
تنگکے سر گرنا زمین پر سجدۂ شکرانہ ہی

مور قانع کی طرح خرمن مجھے یکدانہ ہی
شمع روشن بادبان کشتی پروانہ ہی

صوت گرداب گردش مین ہی اک پیمانہ ہی
کیا ریاض حسن مین سبزہ بیگانہ ہی

داؤن اے غافل سمجھکر رکھ قمار عشق مین
جان کی بازی ہی یان کیا بازی طفلانہ ہی

حور کو کہتے ہین خوش چہرہ بھلا کس رو سے
دولت حسن کے جانیکا نہ کر تو افسوس

جیسے تن پھونک دیا آتش فرقت نے مرا
آنکھ سی آنکھ نہ گیسو ہین ترے گیسو سے

ہاتھ آتی نہین جو چیز گئی قابو سے
آگ کا شعلہ نکلتا ہی بن ہر مو سے

واسطے ناکامی کے خط بھیجن بند تھا تا ظلمیر (?)
پر کبوتر کا دی نوٹ پڑا بازو سے
رشک سے پہلو سے دشمن مین نہ رو اٹھا
دوست بیٹھا جو لگا پہلو مرے پہلو سے
دونا ہونے سے تو معلوم ہے کہ مجکو
فلک کا جھکنا اشارہ نہ کیا ابرو سے
مجکو اور اسکی یقین وسمی خوبان کا
دم اسے دین و نہ دو ... انکی فریب

[illegible]

ہنگامئی یار کا حاصل تب مرا
کھینچ قفس میں آج پھڑکتا ہو بے طلاع
وہ بے نصیب کشتنی نہیں تیرے ہون مین
لیکر بغل میں شیشہ مے کو چلا ہے شیخ
سکا ہک کئی ہین آئینۂ دل کے اندرون
کیون سیب دل عزیز رکھون چشم یار سے
اسلام کا ثبوت ہی اے شیخ کفر سے
تڑپے نہ وقت ذبح یہ ہم جی مین سوچکر
چمکین ہین یون مین پہ ہی دامن اشک
ہم وہ ہین بے ثبات کہ گل سے ہماری طرف
بسمل کی طرح تڑپے ہی دل کیا عجب اگر
توڑونگا نہ مین رشتۂ الفت کو زینہار
لکھون شکستہ پائی کا اپنے جو ماجرا

جب رہیا ہیچ شرم کی دیوار ٹوٹ جاے
بازو ترانہ مرغ گرفتار ٹوٹ جاے
باری مری جو آئے تو تلوار ٹوٹ جاے
کیا سبر ہو اگر سر بازار ٹوٹ جاے
جھگڑا چکے جو بیش خریدار ٹوٹ جاے
ڈر ہے یہی نہ خاطر بیمار ٹوٹ جاے
تسبیح ٹوٹ جای جو زنار ٹوٹ جاے
ایسا نہو کہ خنجر خونخوار ٹوٹ جاے
جسطرح موتیون کا کہین ہار ٹوٹ جاے
سو بار گر بنائین تو سو بار ٹوٹ جاے
تار رفوے سینۂ افگار ٹوٹ جاے
تیری طرف سے ڈوٹے تو ای یار ٹوٹ جاے
پاے قلم وہین دم رفتار ٹوٹ جاے

[illegible]

جیب دل کسیکی ان ہے
بیکسی دل کسی کا سامان ہے
تیکہ وہ آپ کی صورت ہے
چون ضم آپ کی چھپن ہے
بعد وہ رنج سے فضیلت ہے
ایک سی آپ [illegible]
تیری دوری مین جان او دمہ ہے

پھر گئی آگے لیلی اے مجنون
کو ہکن آپ کو ہلاک نہ کر
آب و دانے کی فکر مین شب و روز
جھک کے چانا پیان کینون سے

کتنی برگشتہ تیری قسمت ہے
مار پرویز کو جو عبرت ہے
آسیا زیر گرد کلفت ہے
یہ بھی اک تمغہ شرافت ہے

سچ کہا ہے کسی نے اے غافل
تندرستی ہزار نعمت ہے

چھٹ پنے ہی مین یار آفت ہے
ایک دل چپہ لاکھ آفت ہے
گر نہ غفلت مین تو لبر اسکو
مرگ پر کیا کسی کے روئین ہم
ناز و انداز یہ پری مین کہان
پڑ گئے جسم پر نشان نگاہ
دم آخر نہ جاؤ بالین سے

کچھ بڑھا قد تو پھر قیامت ہے
درد ہے داغ ہے جراحت ہے
ایک دو دم کی یہ جو مہلت ہے
دل کے ہاتھ سے کسکو فرصت ہے
ہمنے مانا وہ خوبصورت ہے
گل مین کب اسقدر نزاکت ہے
کر لو رخصت کہ وقت رخصت ہے

روز حسرت ہے شب مصیبت ہے
نعمت خوان عشق کیا کہیے
شاکر نایاب ان شکایت ہے
ہو فلک پر نہ کیون دماغ اسکا
ماہ سیما سے سر [illegible] ہے

دم غنیمت ہے زیست ای غافل
زندگی [illegible] بقا ہے

[illegible]

میں وہ ہوں گنہگار نہ چھوڑے مجھے قاضی
جب تک نہ لہو وزرہ تعذیر سے ٹپکے

زخمی ترا مر جاے اگر پایں کے مارے
اک قطرہ نہ آب دم شمشیر سے ٹپکے

پڑ جاے اگر حسن جوانی کا تری عکس
اغلب ہے کہ جوبن تری تصویر سے ٹپکے

دن رات جو رہتا ہے کرم ابر بلا کا
جس گھر میں ہوں وہ مری تقدیر سے ٹپکے

جب دیکھتے ہیں سیب کو ہم یاد ذقن میں
کہتے ہیں یہ میوہ کسی تدبیر سے ٹپکے

کیا کیا نہ اسیری میں ہوا حال ہمارا
آنسو نہ کبھی دیدۂ زنجیر سے ٹپکے

میں وہ ہوں وفادار اگر ذبح کرے تو
جم جاے لہو اور نہ شمشیر سے ٹپکے

لکھا ہے تمنای شہادت میں اُسے خط
خون کیوں نہ مری نامے کی تحریر سے ٹپکے

ہم وصف کیا کرتے ہیں شیرین دہنوں کا
رس کیوں نہ ہمارے لب تقریر سے ٹپکے

لکھتا ہوں صفت پنجۂ رنگین کی عجب کیا
گر رنگ حنا خانۂ تحریر سے ٹپکے

بے یار وہ برسات میں پیکان سے نہیں کم
پانی کی کوئی بوند جو تعمیر سے ٹپکے

غافل کی یہ طاقت ہے کہ آنکھ اُس سے ملائے
جب زہر نگاہ بت بے پیر سے ٹپکے

چشمۂ کہسار ہی روتے نہین ہین آج تک
رخصت پرواز تا بام قفس ہمکو نہ دی
طائر رنگ حنا کی طرح مین ہون وہ اسیر
گھات مین سبکی لگا رہتا ہی صیاد جب
موج زن دیکھے خضر گر آب تیغ یار کو
اُسنے کھینچی تھی یہ کسکی تیغ پر خونکی شبیہ

داغ ہر لالے کے بھی نکلین غم فرہاد سے
مرتے مرتے جی مین یہ شکوہ رہا صیاد سے
مخلصی ممکن نہین جسکی کف صیاد سے
طائر جان نچ نہین سکتا کا اس صیاد سے
ہاتھ دھو بیٹھے لگا ہے عمر بے بنیاد سے
خون ٹپکتا ہی جو اب تک خامۂ بہزاد سے

خاک تو اُڑ جائیگی اور دم ہوا ہو جائے گا
آدمی غافل ہی کیون اس جسم خاک و باد سے

کیا لگی ہے آگ میرے نالۂ فریاد سے
چاہیے نالان نہونا یار کی بیداد سے
عشق ہوتا گر اُسے تیرے قد آزاد سے
فصل گل مین دیکھکر خالی ہمارا آشیان
میرا اُڑنا تو قفس سے ای صبا معلوم ہی

جو دھوان سا اُٹھ رہا ہی خانۂ صیاد سے
ہر ستم پر آفرین نکلے لب فریاد سے
مٹنے پاتا کب الف پیشانیِ آزاد سے
گر پڑے آنسو چمن مین دیدۂ صیاد سے
رنگ اُڑ سکتا نہو جب دہشت صیاد سے

نہین معلوم زیر خاک کسکا آستانا ہے
خدا کی طرح وہ بت گرچہ پوشیدہ و ظاہر ہین
ولیکن ہمکو اس سے ہے وہی الفت غائبانا ہے
مزار مفلس و دامن دل مین فرق ہے اتنا
گریبان چادر گزی کی دامن ہی کھاتا ہے
سمند وحشت مجنون کی چالاکی نہ کچھ پوچھو
کہ جسکو جنبش ابروے لیلی تازیانا ہے
سمجھتا ہے یقین بیرو حرم مین آنکھ پھر کوئی

سر مقتول میرا جو سدا اسمعی مین رہتا ہے
کسی ابرو کمان سیمتن کا نشانا ہے
شکستہ داغ غربت کا ہوا ہے کسکا آنا ہے
بہ طالع جسم کا لاغر تری کم کا فسانا ہے
تصور مین بتون کے ہم شب و روز سادہ رہتے ہین
کہ جن خوبان کا مرتبہ مانا آنا ہے
اگر دیوانہ کا طالب ہو وحشت انکا سا دل
گر دست جنون انکا بھی تازیانہ ہے
کہ ظلم بھی در نسیم زلفین ہوا دونو کی

اسیری کو تری اے مرغ دل ہر دام بھی ہمین
نہین یہ خال کا دانہ سلیمانی کا دانہ ہے

سنے وہ کان لگا کر کیون نہ میرا قصہ وحشت
نئی یہ داستان ہے کہنہ مجنون کا فسانہ ہے

گل خورشید ہے معشوق خورشید قیامت ہے
چمن مین شور محشر مجکو بلبل کا ترانہ ہے

بہا جاتا نہین یہ لخت دل اشکون سے اے غافل
کسیکو لال تھیلی مین مرا نامہ رہا تا ہے

عجائب اس پری کا پان کھا کر مسکرانا ہے
کہ جو موتی کا دانہ تھا سو اب مونگے کا دانہ ہے

عبث آس فرشا بگہ مین سینہ ریشون کا فسانہ ہے
کوئی یہ قصہ جانکاہ سنکر خواب آتا ہے

تماشا اہ آبشار کا اپنی دکھاتا ہے
در محبوب پر اکدن ہمین دھونی رماتا ہے

وصال یار ہے نزدیک یان سے دور جانا ہے
مسافر ہون عدم کا کوس رحلت بجا دیا تا ہے

اٹھا دی پردے رنگین سے اگر بڑہ اٹھاتا ہے
گل خورشید سے اکدن ہمین آیا بجکو ملاتا ہے

مجھے صیاد شاید طائر تصویر سمجھا ہے
کہ مین کیسے قفس مین ہون نہ پانی ہے نہ دانا ہے

ادھر ابھی کہین ہے برق آفت شوق مین تیرے
بنا ہر دانہ باروت جو خرمن مین دانا ہے

تماشا دیکھتے ہین روز ہم دولت سے گریہ کی
کہ فوارہ مژہ ہے حوض آنکھین دل خزانا ہے

جو اٹھا وہ سب سے سر پر آسمان اسکا اٹھانا ہے
نہین ہے سبب سر مین صبح جانا ہے
نہین آتا نظر بلبل کہ گل رو لالا تا ہے
بنا نا انگلی سکا دیکھ اس تحمل غافل گل تر سین
کہ شاخ گل ہی جائے اس بیلا تا ہے
سنکر جانے ہین جس سے ہمکو ان نے خود اپنی ہی
سنتی جا بدن مین کرتی ہی جلا تا ہے
نہ بیاباں مے محفل رقیب سے راحی جانا ہے
اٹھا وہ دانہ ہی مجنون سے باقی کا ہن ایک ہے
قفس مین کب تک اے غافل نہ پر ہی فرح جانان صف
دیا سے جو ہنگامہ بستر پر زبان جانا ہے
ملنے کو بنا سے محبت کا نام اٹھا سکا ہے
جائز ہی اب سینہ بین جو دانہ ہو دل کا ہے
بیان انہی کے باد ہر ایک شان جسم
بنا کے سر ہو تیرے نظر اس جسم سے زبان ہے
کہان کا مے میٹھی تمرن سے سارا کین
ضمیمہ

حدیقہ ہے اگر وہ روے خندان
تو آنکھین کم نہین ہین الیقین سے

رگ جان سے بھی جو نزدیک تر ہو
اُسے کیا دیکھے کوئی دوربین سے

گریبان مین رکھا رضوان نے لیکر
گرا جو پھول اُسکی آستین سے

رکھین اُسپہ جو تیرا کوہ تمکین
نہ اُٹھے پھر زمین گاؤ زمین سے

ترے دل سوختہ مین دفن جس جا
نہین اُگتا ہی سبزہ اُس زمین سے

فلک کیا پاس رکھتا ہی جو انگین
ملا بھی ہے خزانہ تو زمین سے

رخ روشن پہ یہ زلفین نہین ہین
دھوان اُٹھتا ہی بحر آتشین سے

ستارے گم ہوے خورشید نکلا
عرق جب یار نے پوچھا جبین سے

چمن مین کسنے پردہ رخ سے اُلٹا
جو سارے گل ہین غافل یاسمین سے

عرق ٹپکا جہان اُسکی جبین سے
ہوا الماس پیدا اُس زمین سے

زمین و آسمان ہل ہل گئے ہین
شب فرقت مری آہ حزین سے

خدا کے واسطے ای بت اُٹھا دے
حیا کا پردہ روے شرمگین سے

تب اتارا پیرہن اس قاتل بے پیر نے
جب کیا قصد گریبان جنون دامنگیر نے

کیون ترا دیوانہ زندان سے قدم باہر رکھے
جا بسی آنکھون مین وہ ہی حلقۂ زنجیر نے

آہ سے میری حذر لازم ہی اے آہن دلو
بار ہا توڑی ہی فولادی سپر اس تیر نے

ہاتھ سے قاتل کے ہم بچتے نظر آتے نہین
بیطرح تاکا ہی چشم جوہر شمشیر نے

وای حسرت رہ گیا اک تیر کھا کر دیدہ سے
صورت صیاد بھی دیکھی نہ اس نخچیر نے

آتش حسرت مین کیا کیا رات پروانے جلے
جب زبان شمع کو منھ مین لیا گلگیر نے

تیری آنے کی شب ہجران مین کچھ حاجت نہین
مار ڈالا اے اجل ہمکو تری تاخیر نے

ایک جا نقشہ جو کھینچا عاشق و معشوق کا
لے لیا آغوش مین تصویر کو تصویر نے

ہی دہان غنچہ ہی غفلت یہ تیری خندہ زن
بے بقا سمجھا ہی اے منعم تجھے تعمیر نے

بات کر سکتا ہی تجھسے کون اے جان و دل
کر دیا ہے بند عیسی کو تری تقریر نے

جب تلک کھینچی ہی کھینچے تیغ وہ زرین قبا
ذبح کر ڈالا سنجاف سرخ کی تحریر سے

گور مین بھی جا ہی آسایش نہ اے ناسخ ملی
اسقدر چکر مین رکھا گردش تقدیر نے

رہ گیا ہو گر کوئی جرعہ تو منظور ہے
بس کہ وہ بینائی ساقی کی نہان ہیکھون مین تیرا جمال
پردہ کیا کرتا ہے میرے دیدۂ معذور سے
یاد وہ عرفان سے اے ساقی ہمین مدہوش کر
وہ بھی ہے مستی کوئی جو ہو مئے انگور سے
کھینچ لایا ہے ہمین جنت مین تیرا شوق دید
کام ہے غلمان سے کچھ ہم کو نہ مطلب حور سے
مسند شاہی ہمارا بوریا ہے فقر سے

[illegible]

وہ تو کہتا تھا انا الحق اور انا معشوق ہم
عہد میں اپنے تو ہم بھی کم نہیں منصور سے

آفتاب حشر میں اُنسے نہ بیٹھا جائے گا
بادہ کش خوگر ہیں ایسے سایۂ انگور سے

مر گئے پر بھی ہے یہ شوق ہم آغوشی ہمیں
وصل کی لذت اُٹھاتے ہیں فشار گور سے

ناز معشوقی اُسے کہتے ہیں موسیٰ کے لیے
اب تلک آتی ہے صدا لن ترانی طور سے

آگ شاید خانۂ دل کو لگا دی آہ نے
جو نکلتا ہے دھوآں ہر روزن ناسور سے

یاد میں چشم خمارین کی تری جو مست ہیں
خلد میں ساغر نہیں لیتے وہ دست حور سے

گول بازو ہیں اگر اُس بت کے سانچے میں ڈھلے
ساعد سیمیں بھی ہیں ترشی ہوئی بلور سے

کون سا کشتہ دفن ہے زیر زمیں جسکے لیے
مے چھلک جاتی ہے اکثر ساغر مخمور سے

بعد مردن دفن کرنا گورستان میں مجھے
عشق ہے مجھکو کسی کے نرگس مخمور سے

کھائے نیش ملامت ہمنے تیری عشق میں
کم نہیں سینہ ہمارا خانۂ زنبور سے

حال ناز بتان غافل ہمیں سے لوگ ہیں
یہ نہیں وہ بار جو اُٹھے ہر اک مزدور سے

دی مجھے اک جام ساقی اُس مے پُر زور سے
شعلہ مجھ سے جو گذرے سر مخمور سے

پانی کی چادر پہ چڑھتا ہے سیل دشت — جس جا نئی ہے قبر ترے تشنہ کام کی

ہے کون داد آگہی بیداد کی ہمین — کسکو ہو بادشہ سے مجال انتقام کی

وہ آفتاب حسن جو الٹے نقاب کو — برج حمل بنے وہین مہتابی بام کی

وہ بت ہے تو کہ خاصۂ درگاہ کبریا — رکھتے ہین آرزو ترے دیوان عام کی

طفلی مین بوسے لینے لگے زنخدان یار کے — درگذرے بچگی سے ہم اس سیب خام کی

سب جوہر انکو خوار ہی رکھتا ہے آسمان — تیغ گلی کو کب ہوئی حاجت نیام کی

آتے ہی اُسکے دست نگارین مین دیکھنا — سادی انگوٹھی ہو گئی مینے کے کام کی

خون جگر فقیر نہ کھائے تو کیا کرے — لذت ہے کب طعام مین ترک طعام کی

اے ناقہ ران قیس کو زنجیر سے جکڑ — کافی ہے اسکے واسطے رسی زمام کی

اللہ رے عشق گل کہ دبستان شوق مین — بلبل نے اک سبق مین گلستان تمام کی

کیا چیز کعبے مین ہے اے خانہ نشین — آتی ہے بتکدے سے صدا رام رام کی

سودائی گر لقب ہے تو مجنون خطاب ہے — دیوانہ مشتہر ہون کو نہین قید نام کی

پھندے نہین اسکی ہوتے ہین جو مرغ دل اسیر — گرتی تری بنی ہے مگر تار دام کی

[illegible]

ملی ہے مری خاک ریگ روان مین
ہم اپنی ہین نازک مزاجی سے شاکی
لگا یا تھا کیون ہاتھ دامن کو اُسکے
موے پر بھی مُنھ اُس گلی سے نہ موڑا

موے پر بھی جاکو تری جستجو ہے
گلہ کرے کیونکر کہ وہ تند خو ہے
اِسی شرم سے عیب مین سرفرو ہے
تہِ خاک مردا مرا قبلہ رو ہے

تری یاد مین مست رہتا ہے غافل
نہ مطرب نہ ساقی نہ جام وسبو ہے

وہ ظالم جب کوئی تازہ ستم ایجاد کرتا ہے
سزا ہے دل لگانے کی جو وہ بیداد کرتا ہے
مین وہ درماندہ ہون ہر ایک جسکو یاد کرتا ہے
میان عاشق و معشوق یکرنگی ہوا ہے گلچین
بناکر نقش شیرین کوہکن فخر یہ کہتا تھا
بہار تازہ یارب کن اسیرونکو دکھائیگا
خفا ہوتا ہوا ہے بت کیون ہمارا شور و بکا سے

تو اپنے عاشقون مین پہلے ہمکو یاد کرتا ہے
گنہگار وہ نگو اوپر رحم کب جلاد کرتا ہے
جرس کی طرح سارا قافلہ فریاد کرتا ہے
نہین گر ٹوٹتا بلبل پہ تو بیداد کرتا ہے
ہمارا تیشہ کار خانۂ بہزاد کرتا ہے
ہماری خو سے جو رنگین قفس صیاد کرتا ہے
ہر اک وقت مصیبت مین خدا کو یاد کرتا ہے

[illegible]

کیا خوب حالت میں ہوا دل کی تری تیغ
سو بار جلی ہے نہ ہوئی ہے جو ہر قاتل
مشتاق از دولت ہوں کیا حجر تبھی ہار
بنی ہے کیا وہ کہاں بخت آری ہے
صبح شب ہجران نظر آتی ہیں غافل
کیا دور وفا سے ہی بجز ری ہے
ہر زبان تری کب جلی ہی کتی ہے
وہ بری بات جو وہ بگڑی لگتی ہے
کیا خبر ہے مجھ کو فغانی عرکا دل ہے
جانتا ہے وہی جسکے جگر پر بجہری لگتی ہے
زخم پر ہجر سے نمک ہجر کا اسے لگتی ہے

اُسنے ہنس ہنس کے ہمیں ٹال دیا اے غافل
ہمنے ہر چند کہا حال پریشان رو کے

تن پر جو گل اندام کے بھی بدھی پڑی ہے
کس دست نگارین میں پھولونکی چھڑی ہے

صحرائے محبت کی وہ منزل یہ کڑی ہے
دہشت سے یہان خضر کو بھی جی کی پڑی ہے

ہر پردہ مشبک ہی جو بادام کے مانند
کسکی صف مژگان سے تری آنکھ لڑی ہے

کیا کیجیے جدائی کا شب وصل میں قصہ
یہ رات تو چھوٹی ہی کہانی وہ بڑی ہے

تصویر خیالی کو مگر عشق ہے ہمسے
جب دیکھیے تب سامنے آنکھوں کے کھڑی ہے

کیا سنبل و ریحان کو خط زلف سے نسبت
وہ طرفہ ہی بوٹی تو عجائب یہ جڑی ہے

فریاد کی آتی ہے صدا سینہ سے ہر دم
میرا دل نالان ہے کہ انگریزی گھڑی ہے

تھا ذکر ابھی تیرا کہ اتنے میں تو آیا
ای قاصد معشوق تری عمر بڑی ہے

بو خون کی جو آتی ہے مجھے تیری گلی سے
کیا آج وہان تازہ کوئی لاش گڑی ہے

تنہا نہ ہمیں بیٹھے ہیں ای بت تری در پر
اک خلق خدا ہے کہ وہ مشتاق کھڑی ہے

مہمان دم چند ہوں اب دیر نہ کر تو
آجلد کہ سینے میں مرے سانس اڑی ہے

بدگمانی نے کیا کچھ کو پریشان اے جرئ
ہم سے دکھا ہوا اس سے کبھی لگتی ہے
میرے قاصد کو گذرتے ہیں ہزاروں خطرے
گر دیر ذرا سی لگتی ہے
نالہ کرتا ہوں تو بجلی سی چمک جاتی ہے
اور جو روتا ہوں تو ساون کی جھڑی لگتی ہے
حسن دست نگارین کا ہی عالم کچھ اور

اسکی زلف کو کوئی سنبل کا کیا سمجھی
دیکھتے ہیں کبھی تو عرش سے اونچا
وصل محبوب میں تو کیا کچھ نہیں ملتا
دل کو عیش و طرب سے جو ملتی
جوڑی نصیب سے ملتی
[illegible]

ابھا

[illegible]

ابتدا ہی میں دکھائی عشق نے کیا انتہا
جل نہ جائے سبزہ تربت ہمارا کس طرح

تیشہ مارا سر پہ جب ہاد نے نکلی صدا
آپ تو جا کر ملی ہے عرش پر واز نمین روح

کون دریائے محبت سے اتر سکتا ہے پار
کیونکہ راشد کی توقع ہو دل پژمردہ کو

شمع سے دیتا ہے نسبت تو جو رو یار کو

دل کو لگتے ہی جو منہ پر مردنی سی چھا گئی
جو گھٹا آئی وہ انگاروں کا مینہ برسا گئی

جان کا کچھ غم نہیں محنت یہ سب بیجا گئی
اور مجھ رگ ماہی تن کے دام میں الجھا گئی

کشتی فرہاد آخر کوہ سے ٹکرا گئی
وہ کلی گل کی کہیں کھلتی ہے جو کمھلا گئی

کیا تری آنکھوں میں اے پروانہ چربی چھا گئی

عاشق کامل ہے غافل تجھسا ہرجائی نہیں
پھر نہیں پھرتی جدھر اسکی طبیعت آ گئی

گو لگی ہچکی ہے اور آنکھ پتھرائی ہوئی
مر رہیں گے زہر ہی کھا کر شب فرقت میں ہم

گرم ہوتا ہے جو مجھ سے وہ مبدم وہ شعلہ رو
کوچۂ قاتل میں مجھکو یار تو کرتے ہیں دفن

تم جو یاں آؤ تو پھر جائی قضا آئی ہوئی
آج دل میں ہے یہی تجویز ٹھہرائی ہوئی

یہ رقیبوں کی ہے شاید آگ بھڑکائی ہوئی
کھود کر پھنکوا نہ دیوے وہ لاش گڑوائی ہوئی

آنکھ نرگس کی چمن میں جو شرمائی ہوئی
آب ہو جاتا ہے ترے روبرو پتھر کا دل
آرسی کیونکر ترے رخ کی تماشائی ہوئی
[illegible] مار زلف کا ہو جو چمن میں [illegible]
[illegible] کے عوض ان ہی کی چھائی ہوئی
دعوی باطل کیا تھا [illegible]
شمع اب تک ہے سر بازار [illegible] ہوئی
باغ سے [illegible]
[illegible]

[illegible]

کم فرصتیِ عمر پہ روتی ہے جو شبنم
آتش کا جلا ہوتا ہے آتش ہی میں اچھا
دامن کا بھلا بوجھ کہاں یار سے سنبھلا
میں ہوں سیہ بخت کہ مرقد پہ بھی جسکے
باشندوں سے کوچے کے ترے ہے یہی شکوہ
وہ گرم رو وادیِ الفت ہوں کہ جسنے
گذرے ہے جو سرخی پہ تری لب کی تصور

دیکھی نہیں کیا اسنے کہیں بو و شرر کی
جز داغ دوا اور نہیں داغ جگر کی
اٹھتی نہیں اس سے تو نزاکت ہے کمر کی
تھی عوض شمع جلاتے ہیں اگر کی
ہم روتے رہے تجکو کسی نے نہ خبر کی
جھاڑی نہیں جبری سے کبھی گرد سفر کی
حنظل میں بھی لذت مجھے ملتی ہے شکر کی

تھے چار ہزار دن ہی مہ وصل میں تو غافل
پردہ جو اٹھا بیچ سے نہ رہی تاب نظر کی

غازے سے فروزاں رخ پر نور نہ ہو جائے
غلطانیِ گوہر سے کھلا بھید یہ ہمبر
اپنچو تو مجھے قتل کا کچھ ڈر نہیں لیکن
جائے شد و آمد نہ رہی سینے میں دم کی

ڈرتا ہوں پری ہے تو کہیں جن نہ ہو جائے
آغوش سے مادر کے کوئی دور نہ ہو جائے
ظالم تو کہیں خلق میں مشہور نہ ہو جائے
دل بھی غم و اندوہ سے معمور نہ ہو جائے

کیوں وا نہ مرے سینے کا ناسور ہو جائے
دنیا ہے سپنج یار کی زلفوں کا تصور
جب ذکر قیامت شب دیجور ہو جائے
خاموشیِ چراغ شب دیجور ہو جائے
آخر ہو سر شام جدائی ہی میں انجام
ناقص کہیں مہ دو ہفتہ پر نور نہ ہو جائے

[illegible]

دیوان ناسخ

[illegible]

[illegible]

عبث تو ہمسے جہت اسقدر کرتا ہی مجنون
کہ ہم بھی تو ہین دیوانے کسی لیلی شمائل کے

فنائے ہستی وہمی کا ناحق غم ہے اے غافل
خوشی ہو آدمی مٹنے سے ایسے نقش باطل کے

جبکے دلپر ہون لگے ناوک مژگان کتنے
قتل کرتے ہو اُسے تم بھی ہو نادان کتنے

یاد مین اُس گل عارض کے اگر روئین ہم
دانۂ اشک سے پیدا ہون گلستان کتنے

پشت پا توڑ کے نکلا جو چبھا تلوون مین
تیز اس دشت کی ہین خار مغیلان کتنے

شور زندان مین ہے ذخانۂ زنجیر مین غل
اک مرے مرتے ہی گھر ہوگئے ویران کتنے

چشم تر کا مری کیون ساتھ نہین دیتا ہے
ابر کے پاس تو ہین دیدۂ گریان کتنے

شوق ہے جامہ دری کا جنھین غنچے کی طرح
رکھتے ہین زیر گریبان وہ گریبان کتنے

ق

آہن تیغ کو گلوا کے مرے قاتل نے
آج حدادسی بنوائے ہین پیکان کتنے

آگے دو چار کو کرتا تھا وہ زخمی پر اب
ہدف تیر بلا ہووینگے انسان کتنے

مین بھٹکتا ہوا اس دشت مین پھرتا ہون جدھر
جبکے ہر جادہ مین پنہان بیابان کتنے

ایک بھی تجھسے نہ امید بر آئی میری
دل کے دل مین ہے حسرت و ارمان کتنے

[illegible]

اے اجل دید رخ یار تو کر لیتے ہم | کوئی دم کی جو ہمین اور بھی مہلت ملتی

رہبری جذبۂ عشق نہ کی ای غافل
ورنہ مجھکو کمر یار بدقت ملتی

جھمک اسکے رخ پرنور کی دیکھین اگر تارے
زمین کو بھی فلک سے ہمسری کا آج دعویٰ ہے
نقاب اس شعلہ رو نے گر نہین بالای بام اٹھا
ہماری طرح یہ بھی کیا تری صورت پہ عاشق ہین
چمک افشان کی اس نو جبین کے آگے کیا ہو وے
شب فرقت مین ای مہ کسکو تجھ بن نیند آتی ہے
مسی آلودہ لب مین چھپ سکین کیونکر تری دندان
ترے آگے فروغ حسن کیا ہو اور خوبان کو

نظارہ کرکے لیے ڈنکو بھی نکلین چرخ پر تارے
گرے ہین آسپہ کفش دلستان سے اسقدر تارے
فلک پر آج کیون بیتاب ہین مثل شرر تارے
جدھر تو کر دیتا ہی بھرتے ہین ادھر تارے
شب مہتاب مین نور سے آتے ہین نظر تارے
گنا کرتے ہین بستر پر پڑے ہم رات بھر تارے
چمکتے ہین شب تاریک ہی مین بیشتر تارے
کہ بے رونق دکھائی دیتے ہین پیش قمر تارے

مرے داغ بدن چمکین نہ کیون پیری مین ای غافل
کہ اکثر جھلملانے لگتے ہین وقت سحر تارے

پیاسین غافل کی نہ اپنی فرض سمجھی [illegible]
آرزو دے سے میل کا شوق دکھا ہی رہا [illegible]
دل کو دیکھ کی طلب دل سے دل لگا [illegible]
[illegible]

ہے یہ رو دو روز کو کہ خرم شب تار ہین ہے
آہ یہ اسکا یہ سب انجمن یار ہین ہے
جوش پروانہ کہان شمع پہ بازار ہین ہے
کہ زبان ہے وہ ترے گلشن کے [illegible]
آشیان اپنا تو اک رخنۂ دیوار ہین ہے
دشت کہسار ہین ہے [illegible] مری نالون کی

[illegible]

۱۰۳

دوبارہ وہ دل مرے ساتھ نہین ہے تو نہو
لطف سو طرح کے پیارے ترے انکار مین ہے

دل شکستہ سے بھی غافل نہ گئی شورش عشق
وہی آواز مری چینی سو بازار مین ہے

جسکے نگاہ کی مرے دل پر سنان لگی
پوچھا نہ یہ پھر اُسنے کہ تیرے کمان لگی

آواز تیری دل پہ جو شل سنان لگی
اک پل بھی آنکھ شب کو نہ ای پاسبان لگی

داغ فراق گل مین جلے ہم قفس کے بیچ
تمکو نہ آگ خار و خس آشیان لگی

مانند خار ہمسے جو کرتا ہی کاوشین
تجکو بھی کیا چمن کی ہوا باغبان لگی

پہونچی فغان قیس جو لیلی کے کان مین
پھر پھر کے دیکھنے وہ پس کاروان لگی

اتنا بہار حسن پہ مغرور تو نہو
ہر گل کے پیچھے رہتی ہی ظالم خزان لگی

مارا کسی نے گر گل بازی ہان تجھے
باللہ چوٹ اُسکی مرے دل پہ یان لگی

حال تباہ دیکھ مرا پوچھتے ہین لوگ
سچ کہہ کہ تجکو کسکی نظر اے جوان لگی

کرتا رہا زبسکہ مین نالہ شب فراق
تا لوسے ایکدم بھی نہ میری زبان لگی

زخمی ہے تو تری صف مژگان سے سیکڑون
خنجر لگا کسی کے کسی کے سنان لگی

ضعیفی میں ہر اک ابھی تو اہی بکنے لگتا ہے — عجب کیا ہے اگر ہووے کلام پیر بے معنی

الف کی شکل ہے غافل نگاہ راست بینان میں
کمان کش کا مرے ہرگز نہ سمجھو تیر بے معنی

اب پس قافلہ جز شور و فغان کیا کیجے — پاؤن اٹھتے ہی نہیں ای ہمسفران کیا کیجے
قصۂ گیسوے پر پیچ بیان کیا کیجے — ہر سر حرف الجھتی ہے زبان کیا کیجے
کوہ پر تیشۂ فرہاد سے آتی ہے صدا — دب گئے ہاتھ تہ سنگ گران کیا کیجے
یار دامن سے نہ جب آکے پونچھے آنسو — شمع کی طرح سے پھر اشک روان کیا کیجے
آخر کار تو ٹوٹ جائینگے مانند حباب — ایکدم کے لیے تعمیر مکان کیا کیجے
ایک چادر کے سوا کام نہ کچھ آئیگا — خلق میں جمع یہ اسباب جہان کیا کیجے
ہنسے جاتا تھا کہ کچھ حال اسے کیجیے — نہ کھلا وصل کی شب قفل دہان کیا کیجے
کو بکو اُسنے جوانی میں کیا ہے رسوا — عشق کو عالم پیری میں نہان کیا کیجے
جسکی صورت سے ہو حور و پری کو نسبت — عقل حیران ہے کہ پھر اسپہ گمان کیا کیجے
دم گفتار چلا آتا ہے رونا غافل — ماجراے عمر گذشتہ کا بیان کیا کیجے

مخمور دہ جو وہ نرگس شہلا نظر آئے
تو صبح گلستان کا تماشا نظر آئے

میں آئینے مزا ابرش شمشیر کا پوچھوں
بسمل جو ترا کوئی سسکتا نظر آئے

پیراہن آبی میں چمکتا ہو وہ تن یوں
جس طرح سے گوہر تہ دریا نظر آئے

دیکھا تجھے اک بار بھی جسنے وہ کہے ہے
یارب مجھے اب منہ نہ کسیکا نظر آئے

موقوف نہیں طور ہی پر جلوۂ معشوق
ہم دیکھنے والے ہیں جو ہر جا نظر آئے

اٹھ جائے جو غفلت کا در چشم سے پردا
اس آئینۂ دل ہی میں کیا کیا نظر آئے

طالب ہو نہیں اس جنس کا بازار جہاں میں
کوئی بھی خریدار نہ جسکا نظر آئے

ہم سے طلب یار بجا ہیں کبھی غافل
ہمکو در فردوس بھی گرد نظر آئے

کیا ہی بیٹھے یہ داغ دل مضطر کو نیند ہے
نہ دیکھا ہوگا جسے آج تک اخگر کو نیند ہے

نہیں لکھتے ہیں خط میں شورش دل اسکو تو ہم
کہ ہے کچھ کچھ شباہت تیرے بال و پر کو نیند ہے

وہ خون بیگناہاں سے یقیں ہے سرخ ہو جائے
جو پوچھیں جو صیقل بھی تیرے خنجر کو نیند ہے

تن پرسوز کی گرمی سے آخر آگ لگ اٹھی
نہ بھرتا تھا ہماری بالش و بستر کو نیند ہے

[illegible]

ابر باراں جو مرا نامۂ عصیاں نکلے

گیسوئے یار کا گر آئے اسیری میں خیال
طوق گردن کا مری افعی پیچاں نکلے

دھوپ دیکھے گل خورشید اگر رخ پہ ترے
آفتابی تری اے سرو خراماں نکلے

[illegible]

لوٹتا جاے اگر دامن جاناں آسیر
سبزہ تربت کا مرے خار مغیلاں ہجاے

یار بن جام اگر ہاتھ مین لون اے غافل
موج مے میرے لیے خنجر بران ہجاے

مرجان ہے لب یار ذرا کم نہین اُس سے
گلبرگ بھی کیسے تو صفا کم نہین اُس سے

کیون دام بناتا تو میرے لیے صیاد
مجکو شکن موج ہوا کم نہین اُس سے

بلبل ہی کے نالے سے مجھے رنج نہین ہے
غنچے کے بھی کھلنے کی صدا کم نہین اُس سے

کمخواب کی چیکن کی نہ ترغیب دے اے حرص
تن پر مرے داغون کی قبا کم نہین اُس سے

یاقوت لب وصل مین کیا چاہیے مجکو
بوسے مین ترے ہی لب کے مزا کم نہین اُس سے

فرہاد کا خون پنجۂ شیرین نے کیا تھا
تیرے بھی تو ہاتھون کی حنا کم نہین اُس سے

بستر گل ہے جو وان پہلوی جانان کے تلے
فرش کانٹون کا ہے یان بھی تن عریان کے تلے

جاے آرام نہین گنبد گردان کے تلے
دم لیا ہے تو دم خنجر بران کے تلے

باغبان نے جو نہ دی رخصت پرواز چمن
رو کے ہم رہ گئے دیوار گلستان کے تلے

قافلہ والوں سے کیونکر جا ملوں مین ناتوان
گرد پائے رہروان ہے سد سکندر مجھے

اے فرشتو دفتر عصیان ابھی رکھو پرے
کھولنے دو پہلے اپنے خون کا دفتر مجھے

ہر در و دیوار سے شکل اسکی آتی ہے نظر
کم نہین ہے آئینہ خانے سے اپنا گھر مجھے

دل کے ٹکڑوں کی پریشانی کا مجکو غم نہین
جمع اب کرتا ہے یہ گنجفۂ ابتر مجھے

ہیں مرے تن پر اور ہے دو چار داغون کی جگہ
اپنے بھی تو داغ دے اے لالۂ احمر مجھے

چاہیے اب ہجر کے صدمونکا مین خوگر رہون
دیکھنا ہے ایک دن ہنگامۂ محشر مجھے

بخل آ جائے نہ قاتل کے مزاج ناز مین
جانتا ہے تشنۂ آب دم خنجر مجھے

چشم سے غافل زمانے کی گرا جاتا ہون مین
عشق نے دی ہے زبس غلطانی گوہر مجھے

نشان رہا نہ مٹے ہم حباب وار ایسے
جہان سے اٹھ گئے صد حیف یکبار ایسے

ہمارا حال نہ کچھ پوچھو اے گرفتارو
کٹے قفس مین کئی موسم بہار ایسے

نہ انکو دل کبھی دیتے اگر سمجھتے ہم
کہ بیوفا ہین یہ خوبان روزگار ایسے

کہین سے بھی نہ رہا قابل رفو افسوس
اڑے ہین میری گریبان کے تار تار ایسے

قالین مین جو ہو الا ابر آب کی بو بھی
ہاتھوں سے نہ شاداب ہے سبزۂ مژگان
پانی ہی مین تر رہی ہے تالاب کی بو بھی
[illegible]

دور سے جھلکی سی شکل ماہ نو دکھلا گئے
بسمل دیدار کو تم اور بھی تڑپا گئے

دل سے دلکو راہ ہوتی ہے یہ سچ کہتے ہیں لوگ
جیسی جو بات اسکو ٹھانی یاں سے وہم پا گئے

سرخی عارض کو تیری گلستان میں دیکھکر
رنگ گل ایسا اڑا جو سرخ بادل چھا گئے

زیر خنجر جب تڑپ مذبوح نے نالہ کیا
کانپ کانپ اٹھیں زمینیں آسمان تھرا گئے

گلشن ہستی تماشا گاہ سے کچھ کم نہ تھا
ہم بھی یاں ملک عدم سے آکے جی بہلا گئے

ناقہ لیلی کی جس دم نجد میں آمد سنی
بہر استقبال پہلے آہوے صحرا گئے

قصۂ گیسو کو اتنا طول اے غافل نہ دے
مختصر کر تو کہ سننے والے بھی اکتا گئے

وہ رمز کون سی تھی نہ جو سر بسر کھلی
پر اس دہن کی بات نہ ہر ایک پر کھلی

کانوں میں ڈالی تونے جو زینت کے واسطے
عارض پہ تیری خوبی مسلک گہر کھلی

کہتا ہے کوئی مہر اسے کوئی شمع طور
ہم پر نہ کچھ حقیقت داغ جگر کھلی

دیکھا نہ دل جلوں کا کوئی ہم نے سدہ
چاروں طرف ہے دیر رہ شرر کھلی

غنچہ تمام عمر چھپائے رہا اسے
اے گل نہ رکھ چمن میں یوں مشت زر کھلی

دیکھا تھا ایک دن کہیں تجھ سو ۔۔۔

مانند آئینہ کے مری چشم تر کھلی

ڈھونڈھا کیے عدم میں تری کمر کو ہم

سوتا ہی چھوڑ جائے مجھے اہل کاروان

خجل ہو کر ہماری آہ یوں نالے سے کہتی ہے | نہ کچھ تاثیر تونے کی نہ کچھ تاثیر میں نے کی

کٹی اوقات عشرت ہی میں اے غافل مری اب تک
جہاں میں شاد کس دن خاطر دلگیر میں نے کی

شہید ناز کسی کو جو لالہ رو کرتے | ملک بھی سر کے کٹانے کی آرزو کرتے
جدا نہ دامن قاتل سے اپنا ہاتھ ہوا | یہ داغ خون تو نہ تھا جسکی شستشو کرتے
ہمیں تو کعبے سے کچھ کم نہ تھا ترا کوچہ | بجا تھا ہمیں اگر سجدہ چار سو کرتے
مزا تو زخم سلانے کا ہمکو تب ملتا | جب اپنے ہاتھ سے وہ چاک دل رفو کرتے
زبان اگرچہ دم نزع بند تھی اپنی | جو آتے وہ تو اشاروں میں گفتگو کرتے
پس فنا بھی نہ یکجا ہمیں تو چین آیا | فرشتے خاک میں پھرتے ہیں جستجو کرتے
چمن میں دھوم مچاتا اسقدر میں تو | بہار آتے ہی گر کم مرا لہو کرتے
خموشی رخصت افغاں اگر ہمیں دیتی | کسی کے ہاتھ سے فریاد کو بکو کرتے
درست جب تری تصویر ہوتی تب نقاش | دہن کو نقطہ بناتے کمر کو مو کرتے
مثال شانہ اگر اپنی سو زبان ہوتیں | بیان فسانۂ گیسو ہی مو بمو کرتے

[illegible]

جھپک جاتی ہی آنکھیں دیکھنا نظارہ بازو کی
پڑی ہی غنچے کے دلمیں گرہ بلبل کی جا بجا ہے
ہمیشہ نالہ و زاری کی جو آواز آتی ہی
کیا تھا ذکر کسنے باغ میں اس قد نازک کا
فلک دیتا تو ہی تکلیف نالوں کی ہمیں لیکن

اگر پردے سے باہر ان سیرو کی جبین نکلی
ہنسا یا ہی صبا نے پر پیشانی سے چین نکلی
تر ہو گشتہ کے تن سے روح کیا اب تک نہین نکلی
زمین سے سرنگون جو شاخ نخل یاسمین نکلی
جلادیگی اُسے جب لب سے آہ آتشین نکلی

مقرر کیونکر نہو ہر ایک تیری فکر عالی کا
بنایا آسمان تونے ہی عافل جو زمین نکلی

غم نہین اسکا کوئی شیشہ گر بنے اور ٹوٹ جاے
ضد پر آئے صانع عالم سے گر نالہ مرا
ظالمون کا خلق مین ناقص ہی بنا خوب ہے
جاے حیرت ہی کہ دل کا آئنہ تیرے حضور
تالب محو نوش ہی تیرے نہو وہ لب بلب
حیف یون قطرہ عرق کا گیسوئے شبرنگ سے

پر غضب ہی اشک یون گوہر بنے اور ٹوٹ جاے
لاکھ بار ہی گنبد خضرا بنے اور ٹوٹ جاے
یا الٰہی دستہ خنجر بنے اور ٹوٹ جاے
سختی ایام سے پتھر بنے اور ٹوٹ جاے
خاک سے اغیار کی ساغر بنے اور ٹوٹ جاے
گرتے گرتے رد کش اختر بنے اور ٹوٹ جاے

بازار مین تو کھوتی دینا زمین چلتی
نقد عمل کا مدد کیا خرمن کام آ...
کس دن لب جانان کا بوسہ نہ ملا دل سے
کب شوہ پیمان طبع بہار زمین چلتی
دنیا سے سرشک اپنا جس شور سے جاتا ہے
اس زور سے تحصیل کسار زمین چلتی
مرغان قفس ترسے مشتاق ہین مدت سے
کیون ہو سکے ادھر یا گلزار زمین چلتی
دل کی رہے گلا تر ہو یہ کیا خط مین نکلا کھون

خاک پوچھو نہین دیوا دل کی جو آتا انھین کچھ
مذہب اہل تصوف بھی عجب ہے حسین

چشم بیمار کا اپنی ہی وہ چارا کرتے
دشمن و دوست کی یکسان ہین مدارا کرتے

تیغ ابرو ہی پہ کھینچا کیے وہ ای غافل
امتحان آکے کسی دن تو ہمارا کرتے

کچھ کام قبا سے ہے نہ مطلب کفنی سے
مجنون ہون مجھے شوق ہے عریان بدنی سے

ہمارا کوئی باتون سے کوئی کم سخنی سے
قاتل کو مرے کام نہین تیغ زنی سے

ناچار ہو پھر تیشہ کیا میرے حوالے
فرہاد کا جب ہاتھ تھکا کوہ کنی سے

حیرت نے مجھے ثانی معشوق بنایا
خاموشی مری کم نہین کچھ بے دہنی سے

کس قامت موزون کا ہو کشتہ جو مری خاک
اڑ اڑ کے لپٹ جاتی ہے سرو چمنی سے

نیلم ہے اگر لب تو دہن انکی مسی ہے
یاقوت سے لب دانت ہین ہیرے کی کنی سے

بلبل کی نہ لگ جائے نظر تجکو چمن مین
اندیشہ یہی ہے تری گل پیرہنی سے

اچھا نہین احسان کسینے کا اٹھانا
دولت بھی ملے تو نہ لین چرخ دنی سے

قمری کی یہ طاقت ہے کہ ہو ہمسے مقابل
دم بند ہے بلبل کا مری نوحہ زنی سے

[illegible]

دیکھے داغوں کی طرح زخم بھی خیاباں کرتے
وہ نہ تھے ہم کہ جو قاتل کو پشیماں کرتے

ہنسے یہ درد محبت میں مزا پایا تھا
مرتے مرجاتے دے اشکانہ درماں کرتے

ٹوٹتا دست جنوں ہے جو خبر ہوتی نہیں
تار آہن سے رفو چاک گریباں کرتے

دفن ہوتا چمنستان میں جو میں زیر سنج
طوف مرقد کا مرے مرغ خوش الحاں کرتے

فصل بد ایسے نکر تو کہ خدا کو نادان
دیر لگتی نہیں انساں سے حیواں کرتے

اپنے ہر عضو کو بیخود ہے اگر یہ تھے پر نہ
جمع کس طرح یہ اوراق پریشاں کرتے

مانع سیر عالم تار نفس ہیں اپنے
کٹتی زنجیر تو ہم قصد بیاباں کرتے

اپنی وحشت میں کبھی پانوں میں پر لگتے
کسطرح ہمسے خلش خار مغیلاں کرتے

لوٹتے خاک شہیداں پہ بنا کر چمن
ہم جہاں جاتے وہاں سیر گلستاں کرتے

نفس خنجر ہی باقی تھوڑی ہے کہ کاش
اب بھی آجاتے وہ اگر دم کو تو احساں کرتے

قافلے والے ٹھہرتے جو ذرا اے غافل
بیٹھکر گریہ بسر گور غریباں کرتے

رات کو ماہ جو نقاب رخ دلبر ہو جائے
کثرت نور سے خورشید مہ اختر ہو جائے

[illegible]

[illegible]

موسے ججا ہون جالی سے بھی جھلکی دیکھکر جسکی
کہان تھمین تاب ہو دل صد چاک کی اپنے
بڑھایا ربط اتنا کسلیے تو نے غزالون سے

قیامت ہو جو غرفے سے نکالی وہ جبین پیاری
کہ ہو شانے کے قبضے مین وہ زلف عنبرین پیاری
اٹھائی جھڑکیان اور گالیان تیری ہمین پیاری

صفاے حسن پر اسکے اگر عاشق نہ تھا غافل
چمن سے لیگیا چن چن کے پھر کیون یاسمین پیاری

محفل عشرت بھی خوش آتی نہین اصلا مجھے
آگئی پہلے ہی دل پر ناامیدی کی شکست
ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر کر رہجاتا ہون مین
قبر کیا دیوانہ و لاغر بدن کو چاہیے
یار بن آیا جو انکی سیر کو جب مین گیا
پھر نہ آئے جب سے قبر تیرہ مین بسکر گئے
زندگی سے رنج مین تھا یہ بڑا احسان ہوا
آہ جب ضعف بدن سے لب تک آ سکتی نہ تھی

یاد دلواتے ہین تیری ساغر و مینا مجھے
مانگتا عقبی بھی مین ملتی اگر دنیا مجھے
یاد آتا ہے جو وصل موسم سرما مجھے
گاڑ دو کوئی میان جادۂ صحرا مجھے
تیر و خنجر سے لگے خار و خس دریا مجھے
چھوڑتے تھے ایک ساعت بھی نہ جو تنہا مجھے
گر نہ روز حشر کو خالق کرے پیدا مجھے
دلدہی کرتا تھا یہ زنجیر کا نالا مجھے

یہ شوق شہادت مین تڑپتا ہی فدایا
کس روز خبر لیویگا صیاد ہماری
کیسے کہین احوال دل حزین یہ عاقل
سنتا ہی نہین وہ ستم ایجاد ہماری

جھوٹ نکلا بس ترا قول و قرار دوستی
[illegible]

دشمنی کرتے ہیں اس سے جو کہ اپنا دوست ہو ہان کسنا داغ سینے کا نہ ہوئی ہنگ گرم	ہمنے دیکھی یہ عجب رسم دیار دوستی رہگیا ہے اک یہی تو یادگار دوستی

کوہکن ہی تھا جو غافل جلکے لایا جب سیر
ہر کوئی کا ہیکو ہے شایان کار دوستی

سوز فراق لبسکہ ہمارے بدن میں ہے	ہے تار شمع تار جو یان انجمن میں ہے
لب پر مسی نہ پان کی سرخی دہن میں ہے	عالم ہزار رنگ کا اک سادہ پن میں ہے
طاقت نہیں کہ بات کریں آگے یار کے	کہنے ہی کو زبان ہماری دہن میں ہے
بلبل فرا تو رکھ تو سہی سر کو زیر بال	ہے وہ قفس میں بھی جو تماشا چمن میں ہے
جسپر نظر پڑی وہ ہیں دیوانہ ہوگیا	کیا سحر تیرے نرگس جادو فگن میں ہے
اپنا لہو بہا ہے اب جوے شیر میں	اے تیشہ آرزو یہ دل کوہکن میں ہے
آرایش انکی زلف کی جب سے ہوئی ایسے	ہے پیچ پیچ میں تو شکن بھی شکن میں ہے
کس شمع رو کے چہرے سے پردا اٹھا ہے آج	پروانہ بیقرار بہت انجمن میں ہے
موے کمر سے تیری اسے کیا مناسبت	ایسی لچک کمان گل برگ سمن میں ہے

ب

دیوان غافل ۱۱۵

بن چکی زلف نہ کیون ہاتھ سے رکھو ہی بنا نہ
جی الجھتا ہی مرا بالون کے سلجھانے سے

دست پا تیغ فنا سے جو کاٹو تو ہی خوب
دربدر پھرنے سے اور ہاتھ کے پھیلانے سے

سرگذشت شب ہجران ہی کہانی یہ نہین
نیند آویگی نہ تمکو مرے افسانے سے

لطافت شمع رخان ہون کہ ہون اہی غافل
مین ہون پروانہ مجھے کام ہی جل جانے سے

بیابان محبت سے گذرنا سخت مشکل ہے
وہ مہمان ہی یہ رستہ گور جسکی پہلی منزل ہی

اسے کہتی ہین جذب عشق مجنون کی طرف لیلی
چلی آتی ہی پانون پانون ناقہ ہی نہ محمل ہی

بجائے بادہ اس سے تو لہو آتا ہی ساغر مین
ہمارا شیشۂ دل ہی کہ حلق مرغ بسمل ہے

گلا کاٹی جو تجھپر کوئی کس سے خونبہا مانگے
نہ وہ مقتول تیرا ہی نہ کچھ تو اسکا قاتل ہے

سمندر دستہائے موج پھیلائے جو رہتا ہی
یہ کس چشم گہر افشان کے دروازے کا سائل ہی

چلائے ایک چنگاری نے جسکے طور سے تجھپر
ہمارا آب خاک و بادہ مین وہ آگ شامل ہی

وہ رشک حور سب مین جلوہ گر ہی گو نہ دیکھین ہم
تصور اسکا نہین اپنا حجاب چشم حائل ہے

کوئی اف بھی نہین کرتا ہی پروانے کے جلنے پر
سبھی بیدرد ہین لگ ہین کیسی محفل ہے

زور قفس کا چل نہین سکتا ہی کچھ صیاد سے
پانون پھیلائے پڑی ہین کنج زیر فرش خاک کی

[illegible]

کیا بعد مرگ بھی تمھیں ہو تا نہ تھا [illegible]
اس واسطے کہ پھول جو مری تربت پہ چڑھ گئے
ہمجنس کی خوشی آتی ہے محبت ہر ایک کو
بکھرے جو اپنے بال تو سو سو [illegible] گئے
کب ان بیکسوں کا نشان قدم ملے
جو اس چمن سے مثل نسیم سحر گئے
مرغ اسیر ہو کے رہائی کریں کہاں تب
پرواز ہی کے کام سے جب بال و پر گئے
یاران رفتگان کو خدا جانے کیا ہوا

کب نکلی نہ تھی تیغ تری میان سے باہر
پیغام زبانی تو ہمیں بھیجے گا ہے
خندان ہے اب زخم جو ندیوح کا تیرے
جبتک کہ رہی طبع کسی شوخ پہ مائل
تھا دشمن جان کوئی کوئی دریئے ذلت
وحشت کو مری دیکھ کے کہتے ہیں یہ آہو

کب ہمکو تمنائے شہادت نہوئی تھی
گو آپکو خط لکھنے کی فرصت نہوئی تھی
کب اسکو تہ تیغ اذیت نہوئی تھی
اکدم بھی میسر مجھے راحت نہوئی تھی
کس کس کو مرے ساتھ عداوت نہوئی تھی
مجنون کو بھی اسطرح کی وحشت نہوئی تھی

اب کیا ہی جو غافل ہی کا ہے ذکر ہر اک جا
آگے تو کبھی اسکی یہ شہرت نہ ہوئی تھی

باز آؤ کہیں اب بھی ستانے سے کسی کے
انبوہ خلائق ہے مری لاشے پہ نہوئے
ہے پاک محبت جنھیں معشوق سے اپنے
ٹھکرا کے نہ چل خاک کی مانو تو انکو تو اے شوخ
مٹ جائینگے جیون نقش قدم ہم ترے در پر

حاصل تمھیں کیا ہوگا کڑھانے سے کسی کے
ایسا نہو جی اٹھوں میں آنے سے کسی کے
ڈرتے نہیں وہ عیب لگانے سے کسی کے
ہرگز یہ نہ جائینگے جگانے سے کسی کے
پیریان سے نہ اٹھینگے اٹھانے سے کسی کے

[illegible]

[illegible]

مقابل جو ہوا عاشق کا وہ محروم رہتا ہے	نہیں بچتی ہے جو دریا کبھی آغوش ساحل کی

یہ قربت مصحفی کی تو غنیمت جان اے غافل
کہ قسمت ہی سے ہاتھ آتی ہے صحبت ایسے کامل کی

شہادت کو بھی دن حسرت نہ نکلی کچھ مرے دل کی	کہ سر تک آتے آتے مر گئی شمشیر قاتل کی
اتنی خون بہا دیکھکر اسکو بھی غش آئے	تماشا ہی جو حالت ایک ہو مقتول و قاتل کی
لگا یا سر پہ تیشہ کوہکن نے ہو کے دق آخر	نکالی خوب ہی اُسنے دوا بیماری سل کی
اٹھایا اُسنے دشت نجد سے بھی بستر اپنا	گئی جب گوش مجنوں میں صدا بیری سلاسل کی
کسی صورت تو وہ نظارہ کرے اے دل قاتل کا	تڑپنے میں سرک جائے جو پٹی چشم بسمل کی
کیا تھا ذبح کیا تیغ ادا و ناز سے اسکو	تڑپ جاتا ہی جوہر اک تڑپ پر تیغ بسمل کی

دل آگاہ سا قاصد نہیں کوئی بھی اے غافل
کہ لا دیتا ہی اک دم میں خبر یہ لاکھ منزل کی

کام یاں جسکو پڑا ہی چشم زلف یار سے	کم نہیں ہے زور اُسکا کچھ شب بیمار سے
کیوں نہ مژگاں تیز تر ہو ابروے خمدار سے	تیغ میں کاٹ ہوتا ہی فزوں تلوار سے

[illegible]

میرے گریہ سے لفافہ ہی نہیں کچھ تر ہوا
مٹ گئی ہو جا بجا سے نامہ کی تحریر بھی

کون سا پردہ رہا ہی میری رسوائی پہ آہ
ہو چکا گلیون مین میرے لیے تشہیر بھی

سانحہ فرہاد کے مرنے کا ایسا ہو گیا
جسکے ماتم مین ہوے گریان جوان پیر بھی

غرق بحر شرم ہو تیشہ جو اپنی آب سے
پانی پانی تو خجالت سے ہوے شمشیر بھی

دیکھیں بندھتی ہی چمن مین کسکے نالون کی ہوا
نالہ کش بلبل بھی ہے اور غافل دلگیر بھی

پابند گیسوے سیہ یار ہم ہوے
دانستہ کس بلا مین گرفتار ہم ہوے

ہر طرح اسکی گرمی بازار ہوے
یوسف جو وہ ہوا تو خریدار ہم ہوے

بیگانہ وار اس چمنستان مین کی بسر
ہرگز نہ آشنائے گل و خار ہم ہوے

آتی ہو اس گلی مین ہوا درد دل فزون
دار الشفا مین اور بھی بیمار ہم ہوے

چھوٹے تمام عمر نہ زنجیر زلف سے
دام بلا مین ایسے گرفتار ہم ہوے

ابکی نہ ایک نالۂ رنگین ادا ہوا
شرمندہ تجھسے بلبل گلزار ہم ہوے

موسیٰ کی طرح ہمسے نہ کر لن ترانیان
دیکھیں گے جو طالب دیدار ہم ہوے

فرہاد و قیس وامق و غافل بطور خاص
کامل یہ فن عشق مین وہ چار ہم ہوے

[illegible]

چشم گریان جو بنا ساغر مے اے ساقی
دور محفل مین ہاکسی لب خندان ہے

جانکر عربدہ بت مجھسے ہوا ہم صحبت
جب گئی شکل بدل میری غم پنہان ہے

جن فقیرون کی توکل مین بسر ہوتی ہے
انکو کچھ کام نہین گنج زر سلطان ہے

ہی بہت خام ابھی سلسلۂ عشق مین وہ
کہدو مجنونکو رکھین دور مری زندان سے

قابل دید ہے یہ گریۂ مستانہ مرا
خاک پر لوٹتے ہین اشک زغلطان ہے

یاد آتا ہے کسی زلف مین شانہ کرنا
کھیلتا ہے جو کوئی افعی بے دندان ہے

دل گرفتہ تری جنت مین بھی بیٹھے ہین ملول
حور سے جنت مین فزون ہوتے ہین غلمان ہے

ابر مژگان نے لگادی ہے جھڑی یار بغیر
کم نہین روز سیہ اپنا شب باران ہے

لذتین اسکے اٹھائین ہین غم دوری مین
وصل کے دنکو بدلتا ہون شب ہجران سے

کب تماشائے چمن اسکو خوش آئے غافل
غنچے گلزار مین لگتے ہین جیسے پیکان سے

شب جو گیسو پہ ہی سر کی رخ جانان سے
چھائیان بٹ گئین رخسارۂ تابان سے

کیا فرشتہ ہے کہ یہ باز رہے عصیان سے
بشریت ہے جو ہوتی ہے خطا انسان سے

[illegible]

مرا ہی دل الٹ شیرین کے بوسے سے نہین پھیرا
وگرنہ چار دن مین طبع پھر جاتی ہی شکر سے

بنایا عالمون نے ہمکو عمامہ فضیلت کا
زمین پر ہم نے دے ٹپکا تھا جس دستار کو سر سے

غرض لاحق نہین ہوتی کبھی اسفل سے اعلی کی
کہین خورشید بھی کرتا ہی کسب نور اختر سے

بناؤ پر عمارت کی عبث مرتے ہین یہ منعم
کہ خشت گور تک باقی نہین مغفور و قیصر سے

دل پر داغ کا سینے مین جلنا یاد آتا ہی
نکلتے دیکھتا ہون مین جو دود عود مجمر سے

فقیر بے طمع جا کر جہان بیٹھا وہان بیٹھا
برنگ نقش دیا یہ نہین اٹھتا ہی بستر سے

اسی سے خون بہا مانگین گے ہم روز قیامت کو
ہمارا جسنے خون دھویا ہی تیری دست خنجر سے

تیری نادان ہین جو ان سے کچھ امید رکھتے ہین
لب خشک صدف کس دن ہوئے تر آب گوہر سے

نہین ہے تاب سودائی کی خاص و عام مین ہمکو
حساب اپنا کرین ای کاش پہلے روز محشر سے

نہین یہ کہکشان یعنی نشان کا سیر ہی یہ ہی
فلک کہتے ہین جسکو وہ بنا ہی گرد لشکر سے

مدد سے اختر طالع کی ہم آخر ہلال آسا
سلامت اپنی کشتی لے گئے اس بحر اخضر سے

غضب یہ ہی جو مضمون وصل کا لکھون اسی خط مین
لپٹ جاتا ہی لاسے کیطرح بال کبوتر سے

نہین پروا کسی کے ہم طریق عشق مین غافل
ہمیشہ رہتے ہین اک دو قدم آگے ہی رہبر سے

یاس تازی کو مرے او بت سنگ آتا ہے
جب تو آتا ہی یہاں بر سر جنگ آتا ہے

چشم بیمار تری سرخ جو خونخوار سی ہے
بادہ نوشی سے کب آنکھوں میں یہ رنگ آتا ہی

کیونکہ ہر نالہ مرا باب اثر تک پہونچے
ایک ہی آدہ نشانے پہ خدنگ آتا ہی

اسقدر کوئی بھی رکھتا ہی کدورت دل میں
صاف کرتے ہیں جو آئینے پہ زنگ آتا ہی

کتنا بیباک ہے یہ غمزۂ سفاک ترا
کھینچکر تیغ میان صف جنگ آتا ہی

جب بلاتی ہو مجھے تب میں یہاں آتا ہوں
اب نہ اونگا اگر آپکو ننگ آتا ہے

ضبط کرتا ہوں تو لگتی ہی پر و بال میں آگ
نالہ کرتا ہوں تو صیاد بہ تنگ آتا ہی

ہم کیا ناقہ نشین کا طرف مجنون ہے
ناز کرتا ہوا جو نالۂ زنگ آتا ہے

کسکا دیوانہ ہے یہ اور صحرا لیلی
پاسبانی کو ہر اک شیر پلنگ آتا ہی

جان لینے کی تو ہیں یاد ہزاروں گھاتیں
دلفریبی کا بھی تجکو کوئی ڈہنگ آتا ہی

متبذل بسکہ فن شعر ہوا ہے غافل
کوئی شاعر مجھے کہتا ہے تو ننگ آتا ہے

ہم فقیروں کا بدن آلودگی سے پاک ہے
بوریا ہی اپنا ہمکو کیسۂ ولاک ہے

خاتمۃ الطبع

حمد بیحد اور ثنا بے عدد اس ناظم
رباعی کمالات کو سزاوار ہے جو زیبا ہے
مصرع قامت سرور عالم فخر بنی آدم
احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے شرف بخشا اور اسی نے انسان کو
طاقت گویائی دی ہے جسکی بدولت یہ راہ
گنج اسرار معانی شاعرون پر کھلی ہے
ان اللہ تعالیٰ خلق کنز تحت العرش
ومفاتیحہا السنۃ الشعراء اس قول کی

١٢٦ دیوان غافل

داغ بر دل ہے اگر لالۂ غم فرما دہین
آئے لیلی بھی اگر آسمین تو مجنون نکلے جاے
یار بن ہمکو نظر آتا ہے ویرانہ چمن

ماتم مجنون مین ہر جادہ کا سینہ چاک ہے
بسکہ صحرا تیرے دیوانون کا وحشتناک ہے
ڈھیر بھبوکا نہین ہے یہ خس و خاشاک ہے

شہسوارون سے بھی اسکی باگ رک سکتی نہین
یہ سمند عمر غافل اسقدر چالاک ہے

مدعی کی عیب گیری سے ہمین کیا باک ہے
سرکشی مانند شعلہ اسقدر اچھی نہین
شرم آتی ہے جو اُس سے یار کو ہنگام وصل
جانب صید حرم بھی جو نظر کرتی نہین
جان بلب ہین کیسو مرگ زیست کے قبضے مین ہم
کسطرح سے پہونچے مجنون ناقہ لیلی کے ساتھ
ساقی مخمور سے کہتے ہین یون مستی مین ہم
اور تو آثار بلبل اب گلستان مین نہین

پاک طینت ہین محبت بھی ہماری پاک ہے
خاکساری کر کہ آخر ایکدن تو خاک ہے
کیا حباب بحر میرا دیدۂ نمناک ہے
منتظر کسکی یہ چشم حلقۂ فتراک ہے
گرد یہ کھینچے تیغ تو اکدم مین جھگڑا پاک ہے
جسقدر یہ رشیت ہے اتنا ہی وہ چالاک ہے
تاک سے جیسے بہم پیچیدہ چوب تاک ہے
یادگار آشیان مشت خس و خاشاک ہے

نازک خیالی تھی اگرچہ وہ اس فن مین کامل تھے لیکن اکثر اشخاص انکو کلام سے بیخبر و غافل ہیں انکی خلف الصدق میان
جھبو خان اس برس مین ملازم باوقار ہین اپنی صناعی مین یکتاے روزگار ہین انھون نے ایک وزحال انکی حسب نسب
اور عالی خاندانی کا مالک مطبع سے بیان کیا اپنے والد ماجد کی زبان دانی کا نشان دیا مالک مطبع کو سنتے ہی کمال
تاسف ہوا بسبب گم ہوجانے دیوان کے بجہت عذر جھبو خان کے گھر سے مالک مطبع نے تلاش کرنے کا حکم دیا
کارپردازان مطبع نے بدقت تمام جابجا جستجو کر کے کلام دراقع الآلام مجتمع کیا المختصر یہ دیوان سحر بیان فصاحت نبیان
بلاغت توامان اس سے پہلے چندبار مطبع منشی نول کشور موسوم باودھ اخبار واقع لکھنؤ مین بصد حسن و خوبی طبع ہوا اور
اب مطبع منشی نول کشور واقع شہر کانپور مین بسرپرستی عالیجناب معلی القاب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع
دام اقبالہ بتصحیح تمام و تنقیح مالاکلام بہزاران خوش اسلوبی بماہ دسمبر ۱۸۹۷ء بار اول جامۂ طبع سے محلے اور زیور انطباع سے آراستہ و پیراستہ ہوا

والحمد للہ علی ذلک

قطعۂ تاریخ طبع سابق تصنیف شاعر باجوش و خروش حکیم مولوی نواب نیاز احمد خانصاحب ۱۲۷

متخلص بہ ہوش بریلوی شاگرد رشید امیر لکھنوی

لکھنؤ مین ہے مطبع زیبا
ہی سخاوت مین مثل حاتم کے
تھا ازل سے ملا جو انکو نوال
وصف مطبع کا کیا بیان کیجے
زر دکا ہی نظر پڑی جسکو
کا ہو نے بیان کے بے تشویش
ہوش اس مطبع گرامی مین

منشی باوقار و داناکا
جو کسی نے طلب کیا پایا
نام آخر نول کشور ہوا
ہے وہ مطبوع طبع شاہ گدا
گل صدبرگ کا ہو دھوکا
منشی چرخ پر ہے خط کھینچا
انکا دیوان جبکہ طبع ہوا

روبرو انکی عقل و دانش کے
جوش دریا ہی فیض سے انکے
کس زباں سے ہو انکی مدح و ثنا
دل اہل نظر ہے ہر اک سنگ
ورق صاف کی تجلی سے
جو کہ مطبوعہ یان کا نسخہ ہے
دیکھکر اسکو دل اٹھا ہاتف

عقل کل کا ہی تذکرہ بیجا
قطرے پر بھی ہے حکم دریا کا
ناطقہ بند ہی یہان سب کا
سمجھیں و چنگا دل ہی پتھر کا
ورق آفتاب شرمایا
نسخہ کیمیا سے ہے وہ سوا
چھپ گیا ہی کلام غافل کا

قطعۂ تاریخ طبع سابق طبعزاد شاعر کامل شک سحبان وائل منشی بھگوانڈیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

زغافل چو شد طبع دیوان دلکش | جہان ہر خریداریش گشت مائل
پے سال تاریخ عاقل زکلکم | رقم شد چہ دلچسپ دیوان غافل

۱۲۸۹ھ

قطعات تاریخات طبع جدید دیوان ہذا

از طبع وقاد سخنور کامل منشی بھگوانڈیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع موصوف الصدر

ہست این دیوان غافل بے نظیر خود نظیر | آنکہ در ہر مصرعہ اش دلکش مضامین آمدہ
بہر تاریخ مسیحی عاقل از فرط طرب | گو عجب دیوان غافل حیرت انگیز آمدہ

۱۲۹۷ھ

ایضاً

زعون خالق کونین حالا | مکرر طبع شد دیوان غافل
بگو عاقل بتاریخ مسیحی | بسی دیوان غافل راحت افزا

۱۲۹۷ھ

ولہ

سخن سنجی کا یہ دیوان غافل ایک دریا ہے | نظر آتا نہیں کوسوں ٹھکانا جسکے ساحل کا
عبث غواص بحر فکر تاریخ اشاعت ہو | لکھو عاقل کہ لبریز بیا ہے یہ دیوان غافل کا

۱۳۱۵ھ

۱۲۸

قطعۂ تاریخ طبع از سخنور سحر بیان مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

یہ دیوان غافل کا انتخاب ہے | ہیں سب شعر سانچے میں گویا ڈھلے
جو حامد تمہیں فکر تاریخ ہے | تو لکھدو مضامین دلکش چھپے

۱۳۱۵ھ